هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۵   جمعۃ المبارک   ۱۳/ مارچ ۱۹۹۸ء   شمارہ ۱۱

۱۳/ ذی القعدہ ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۱۳/ امان ۱۳۷۷ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیه سیدنا حضرت مسیح موعود علیه الصلوة والسلام﴾

ترقی کی ایک ہی راہ ہے کہ خدا کو پہچانیں اور اس پر زندہ ایمان پیدا کریں

"اسلام کسی کو سُست نہیں بناتا۔ اپنی تجارتوں اور ملازمتوں میں بھی مصروف ہوں، مگر میں یہ نہیں پسند کرتا کہ خدا کے لئے ان کا کوئی وقت بھی خالی نہ ہو۔ ہاں تجارت کے وقت پر تجارت کریں اور اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت کو اُس وقت بھی مد نظر رکھیں، تا کہ وہ تجارت بھی ان کی عبادت کا رنگ اختیار کر لے۔ نمازوں کے وقت پر نمازوں کو نہ چھوڑیں۔ ہر معاملہ میں کوئی ہو دین کو مقدم کریں۔ دنیا مقصود بالذات نہ ہو۔ اصل مقصود دین ہو، پھر دنیا کے کام بھی دین ہی کے ہونگے۔ صحابہ کرامؓ کو دیکھو کہ انہوں نے مشکل سے مشکل وقت میں بھی خدا کو نہیں چھوڑا۔ لڑائی اور تلوار کا وقت ایسا خطرناک ہوتا ہے کہ محض اس کے تصور سے ہی انسان گھبرا اٹھتا ہے۔ وہ وقت جبکہ جوش اور غضب کا وقت ہوتا ہے ایسی حالت میں بھی وہ خدا سے غافل نہیں ہوئے، نمازوں کو نہیں چھوڑا، دعاؤں سے کام لیا۔ اب یہ بدقسمتی ہے کہ یوں تو ہر طرح سے زور لگاتے ہیں، بڑی بڑی تقریریں کرتے ہیں، جلسے کرتے ہیں کہ مسلمان ترقی کریں مگر خدا سے ایسے غافل ہوتے ہیں کہ بھول کر بھی اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ پھر ایسی حالت میں کیا امید ہو سکتی ہے کہ ان کی کوششیں نتیجہ خیز ہوں جبکہ وہ سب کی سب دنیا ہی کے لئے ہیں۔ یاد رکھو جب تک لا الہ الا اللہ دل و جگر میں سرایت نہ کرے اور وجود کے ذرّہ ذرّہ پر اسلام کی روشنی اور حکومت نہ ہو کبھی ترقی نہ ہو گی۔ اگر تم مغربی قوموں کا نمونہ پیش کرو کہ وہ ترقیاں کر رہے ہیں۔ ان کے لئے اور معاملہ ہے۔ تم کو کتاب دی گئی ہے، تم پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ ان کے لئے الگ معاملہ اور مؤاخذہ کا دن ہے۔ تم اگر کتاب اللہ کو چھوڑو گے تو تمہارے لئے اسی دنیا میں جہنم موجود ہے۔

ایسی حالت میں قریباً ہر شہر میں مسلمانوں کی بہتری کے لئے انجمنیں اور کانفرنسیں ہوتی ہیں لیکن کسی ہمدرد اسلام کے منہ سے یہ نہیں نکلتا کہ قرآن کو اپنا امام بناؤ، اس پر عمل کرو۔ اگر کہتے ہیں تو بس یہی کہ انگریزی پڑھو، کالج بناؤ، بیرسٹر بنو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا پر ایمان نہیں رہا۔ حاذق طبیب بھی دس دن بعد اگر دوا فائدہ نہ کرے تو اپنے علاج سے رجوع کر لیتے ہیں۔ یہاں ناکامی پر ناکامی ہوتی جاتی ہے اور اس سے رجوع نہیں کرتے۔ اگر خدا نہیں ہے تو اس کو چھوڑ کر بے شک ترقی کر لیں گے لیکن جبکہ خدا ہے اور ضرور ہے پھر اس کو چھوڑ کر کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ اس کی بے عزتی کر کے اس کی کتاب کی بے ادبی کر کے چاہتے ہیں کہ کامیاب ہوں اور قوم بن جاوے، کبھی نہیں۔

ہماری رائے تو یہی ہے جس کو آنکھیں دیکھتی ہیں۔ ترقی کی ایک ہی راہ ہے کہ خدا کو پہچانیں اور اس پر زندہ ایمان پیدا کریں۔ اگر ہم ان باتوں کو ان دنیا پرستوں کی مجلس میں بیان کریں تو وہ ہنسی میں اڑا دیں مگر ہم کو رحم آتا ہے کہ افسوس یہ لوگ اُس کو نہیں دیکھ سکتے جو ہم دیکھتے ہیں۔ آپ کو چونکہ خدا تعالیٰ نے موقعہ دیا ہے کہ اس قدر دُور دراز کا سفر اختیار کر کے اور راستہ کی تکلیف اٹھا کر آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اگر ایمانی قوت کی تحریک نہ ہوتی تو اس قدر تکلیف برداشت نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے اور اس قوت کو ترقی دے تا کہ آپ کو وہ آنکھ عطا ہو کہ آپ اس روشنی اور نور کو دیکھ سکیں جو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیا پر نازل کیا ہے"۔ (ملفوظات جلد اول، طبع جدید، صفحه ۴۱۰، ۴۱۱)

آپ میں سے وہی میرا مددگار ہوگا جس کو بنی نوع انسان سے محبت ہے

جماعت احمدیہ سویڈن کو خصوصیت سے دلوں کی کدورتیں دور کرنے اور باہمی محبت کے رشتے بڑھانے کی تاکید

(خلاصه خطبه جمعه ۲۷/ فروری ۱۹۹۸ء)

لندن (۲۷/ فروری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورہ بنی اسرائیل کی آیات ۲۰ تا ۲۲ کی تلاوت کی اور ان کا مختصر تشریحی ترجمہ بیان فرمایا اور فرمایا کہ اس دور میں جماعت کی تربیت میں میں نے ان آیات کو بہت ہی اہم اور رہنما پایا ہے۔ اس کے بعد حضور نے جماعت سویڈن کے متعلق فرمایا کہ گزشتہ خطبات میں خصوصیت سے وہاں کے جو خاندان مخاطب تھے ان میں سے اکثر اللہ کے فضل سے واپس جماعت کی طرف لوٹ آئے ہیں اور ان کے جو خطوط مجھے ملے ہیں اس سے یقین ہے کہ آئندہ انشاء اللہ ان کی طرف سے مجھے دکھ نہیں دیا جائے گا۔

باقی صفحه نمبر ۹ پر ملاحظه فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔ کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۲۱/ فروری ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کی ملاقات کا دن تھا اور آج کے پروگرام میں یوم مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں تلاوت اور نظم کے بعد پیشگوئی مصلح موعود اور حضرت مصلح موعودؓ کی دینی خدمات اور کارنامے کے موضوعات پر بچوں نے تقریریں کیں۔

اتوار، ۲۲/ فروری ۱۹۹۸ء:

آج انگریزی بولنے والے زائرین کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی ملاقات کا دن تھا اور مندرجہ ذیل سوالات کئے گئے جن کے مفصل جوابات حضور انور نے ارشاد فرمائے:

☆......ایک صاحب نے سوال سے پہلے، دوائیوں کے جسم پر اثرات وغیرہ پر اپنے خیالات کا تعارفی طور پر اظہار کیا اور بائبل کوڈز کے بارے میں پوچھا۔ حضور انور نے ان کوڈز کے بارہ میں وضاحت فرمائی اور فرمایا کہ ہمارے محققین ساری دنیا میں تحقیق کر رہے ہیں۔ جب مضمون مکمل ہو جائے گا تو اسے شائع کیا جائے گا۔ حضور نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ میرے تجربے میں ہومیوپیتھی علاج کے ذریعہ سے کئی ٹرمینل مریض خدا کے فضل سے مکمل شفا پا گئے اور یہ اتنے زیادہ ہیں کہ انہیں اتفاق نہیں کہا جا سکتا۔ جب یہ دوا نشانے پر لگتی ہے تو حیرت انگیز اثر دکھاتی ہے۔ اور اگر ان دواؤں کا معائنہ کیا جائے تو اس میں کوئی بھی اصل دوا کا مادہ نظر نہیں آتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ روح پیغام لے کر شفا دیتی ہے۔

☆......اسلامی faith کی خوبیوں اور اوصاف کے متعلق ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ بنیادی faith ایک ہی ہوتا ہے۔ ساری کائنات میں خدا کی ہستی کا تصور ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔

☆...... مسلمان عورتوں کو پردے میں رکھنا آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ان کی حفاظت کے لئے سمجھا جا سکتا تھا لیکن آج کل کے زمانے میں تو پردے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی تو کیا اسلام کی تعلیم اس سلسلے میں آج بھی ٹھیک ہے؟ کیا یہ تعلیم مذہبی ہے یا حفاظتی قدم ہے؟

حضور انور نے اس سوال کے جواب میں جدت پیدا کی اور فرمایا کہ Rationality ابدی ہے اور خدا کا سایہ ہے۔ اور انسانی فطرت پر منعکس ہے۔ خواہ کوئی بھی مذہب ہو خدا کا کلام Rational ہوگا اور قرآن مجید کا کوئی بھی حکم ایسا نہیں جو انسانی فطرت کے مطابق نہ ہو۔ اس لئے یہ حکم سوسائٹی کی عفت کے لئے ہے اور پردہ عفت کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کی ظاہری شکل ایک سوسائٹی سے دوسری سوسائٹی میں بدلتی رہتی ہے۔ قرآن مجید اس کی فلاسفی بیان کرتا ہے اور عفت پر زور دیتا ہے۔ کسی سوسائٹی میں مختلف بہانوں سے آزادی کے نام پر ایسے اطوار اختیار کر لئے جاتے ہیں جو خاندانوں کی تباہی اور جنسی بیماریوں کا باعث بن جاتے ہیں۔ یہ ایسے مسائل ہیں جنہیں میں تفصیل کے ساتھ بیان کر چکا ہوں۔ جو آڈیو، ویڈیو کیسٹس میں اور تحریری شکل میں بھی موجود ہیں۔ آپ پردہ کی فلاسفی انہیں سننے اور پڑھنے سے جان سکتے ہیں۔

☆......عیسائی کہتے ہیں انسان گنہگار پیدا ہوا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ انسان خدا کے Image پر پیدا ہوا ہے؟ حضور انور نے انسان کے نیک فطرت پر پیدا ہونے کی تاکید کے ساتھ گناہ کے ساتھ پیدائش کی تردید فرمائی۔

سوموار، ۲۳/ فروری ۱۹۹۸ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۰۳ جو ۱۵/ اگست ۱۹۹۵ء کو پہلی بار ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

منگل، ۲۴/ فروری ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۳۲ لی جو سورۃ الصّٰفّٰت سے شروع ہوئی۔

شروع کی آیات میں میدان تبلیغ کے مجاہدین کے طریق بیان کئے گئے ہیں کہ وہ دشمنوں پر متحد ہو کر جھپٹتے ہیں اور للکارتے ہیں لیکن یہ انداز کسی تکبر یا بڑائی کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا کی بڑائی اور توحید کے قیام کے لئے ہوتا ہے۔ اور خدا کا

باقی اگلے صفحه پر ملاحظه فرمائیں

وحدت کی ضرورت

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الاول رضی الله تعالیٰ عنه فرماتے ہیں:

"اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ وحدت پیدا ہو۔ اسلام کے ہر امر میں وحدت کی روح پھونکی گئی ہے۔ جب تک وحدت نہ ہو اس پر اللہ کا ہاتھ نہیں ہوتا جو جماعت پر ہوتا ہے میں درختوں کو دیکھ کر سوچتا ہوں کہ اگر ایک ایک پتہ کہے کہ میں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں اور اپنے رب سے مانگتا ہوں وہ مجھے سر سبز کر دے گا۔ کیا وہ الگ ہو کر سر سبز رہ سکتا ہے؟ ہر گز نہیں بلکہ وہ مرجھا جائے گا اور ادنیٰ سے جھونکے سے گر جائے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایک شاخ سے اس کا تعلق ہو اور پھر اس شاخ کا کسی بڑی شاخ سے اور اس کا کسی بڑے تنے سے تعلق ہو جو جڑ اور اس کی رگوں سے اپنی خوراک کو جذب کرے۔ یہ سچی مثال ہے جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا بیج لگاتا ہے تو جو شاخ اس سے الگ ہو کر بار آور اور ثمر دار ہونا چاہے وہ نہیں رہ سکتی خواہ اسے کتنے ہی پانی میں رکھو۔ وہ پانی اس کی سر سبزی اور شادابی کی بجائے اس کے سڑنے کا موجب اور باعث ہو گا۔ پس وحدت کی ضرورت ہے۔......... مجھے ہمیشہ تعجب ہوتا ہے جب میں کسی کو ایسے تعلقات سے باہر دیکھتا ہوں۔ دیکھو تمہارے تعلقات، چال چلن، شادی و غمی، حسن معاشرت، تمدن، سلطنت کے ساتھ تعلقات، غرض ہر قول و فعل آئندہ نسلوں کے لئے ایک نمونہ ہو گا۔ پھر کیا تم چاہتے ہو کہ رحمت او فضل کا نمونہ تم بنو یا لعنت کا۔ پس دعائیں کرو کہ تم جو اس پاک چشمہ پر پہنچے ہو اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے سیراب کرے اور عظیم الشان فضل اور خیر کے حاصل کرنے کی تمہیں توفیق ملے اور یہ سب توفیقیں اس وقت ملیں گی جب تمہارے سب معاملات ایک درخت سے وابستہ ہوں۔

پس ان سارے چندوں اور اغراض میں ایک ہی تنا اور جڑ ہو۔ پھر ایسی وحدت ہو کہ تمام دغا اور فریب کپٹ سے بری ہو جاؤ۔ شاید تم نے سمجھا ہو کہ کسی کتاب کا نام کشتی نوح ہے۔ نہیں، کچھ اغراض و مقاصد ہیں۔ کچھ عقائد اور اعمال ہیں۔ اس پر وہی سوار ہو سکتا ہے جو اپنے آپ کو اس کی تعلیم کے موافق بناتا ہے"۔

(حقائق الفرقان، جلد اول صفحه ۲۰۰، ۲۰۱)

بقیه: مختصرات از صفحه اول

ذکر کرتے ہوئے دشمن کی طرف بڑھتے ہیں اور آیت نمبر ۶ میں رب المشارق سے حضور نے استنباط فرمایا کہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اسلام کے غلبے کا آغاز مشرق قریب اور مشرق بعید کے علاقوں سے ہو گا اور اسی طرح ہوا۔ آیت نمبر ۷ میں فرمایا کہ کواکب، سماء الدنیا سے باہر ہیں اور سماء الدنیا کی حفاظت کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آیت نمبر ۱۱ میں وہ لوگ مراد ہیں جو انبیاء کی نقل کرتے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جیسے سامری نے کیا۔ آج کل بھی ایسے لوگوں کی مثالیں ملتی ہیں۔ آیت نمبر ۱۲ میں طین لازب میں زندگی کا راز Evolution کی کہانی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ طین لازب کے خوشکن اسرار کو سمجھتے تھے اور متعجب بھی ہوتے تھے۔ لیکن جاہل دشمن تمسخر کرتے تھے اور کہہ دیتے تھے کہ یہ جادو ہے۔ آیت نمبر ۱۷ اور ۱۸ میں منکرین کے دوبارہ اٹھائے جانے کے سوال کے جواب میں قرآن مجید کی تنبیہ ہے کہ تم اٹھائے تو ضرور جاؤ گے لیکن اسی طرح ذلیل صورت میں جس طرح ہڈیاں گل سڑ کر ذلیل نظر آتی ہیں اور وہ یوم الفصل ہو گا اور آیت نمبر ۲۳ میں ازواجھم سے ان کے ہم قماش لوگ مراد ہیں۔

بدھ، ۲۵ ر فروری ۱۹۹۸ء:

آج حضور انور کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۳۳ ریکارڈ ہوئی۔ یہ کلاس سورۃ صٰفّٰت کی آیت نمبر ۳۸ سے شروع ہوئی۔ آیت نمبر ۳۸ میں رسولوں کی صداقت کا معیار بتایا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ سچ بولتے ہیں اور دوسرے انبیاء کی تصدیق کرتے ہیں۔ "لھم رزق معلوم" میں معلوم کا اشارہ ان تمام آیات قرآنی کی طرف ہے جو پہلے گزر چکی ہیں جن میں جنت میں دئے جانے والے رزق کا بیان ہے۔ ان نیک بندوں کو جنت میں معزز مہمانوں کی طرح گرمجوشی کے ساتھ خوش آمدید کہا جائے گا۔ کیف آگیں پانی کے دور چلیں گے مگر وہ پانی مدہوش نہیں کرے گا۔ آیت نمبر ۴۹ میں عندھم سے مراد مذکر نہیں بلکہ روحیں ہیں۔ اگلی دنیا میں کوئی جنسیاتی تشخص اور تفریق نہیں ہو گی۔ ان جوڑوں کی مثال ڈھانپ کر رکھے ہوئے انڈوں کی دی گئی ہے۔ جن سے مراد ان کی حفاظت اور untouched ہونا ہے۔ آیت نمبر ۶۰ میں موتتنا الاولیٰ سے مادی موت مراد ہے۔ مرنے کے بعد وہ عذاب کی وجہ سے بار بار موت کا منہ دیکھیں گے۔ آیت نمبر ۶۳ میں شجرۃ الزقوم سے متعلق حضور انور نے فرمایا کہ اس سے شجرہ خبیثہ مراد ہے جس کا ہر پھل شریعت کے خلاف ہے۔ جس کا ہر خوشہ شیطان کے سر کی طرح ہے۔ شیطان ہانک ہانک کر انہیں ان کے باپ دادوں کے نقوش قدم پر جو گمراہ تھے دوڑا رہا ہے۔ حضور انور نے فرمایا اس لئے عوام کا باپ دادوں کے پیچھے بے سوچے سمجھے چلنا خطرناک ہے۔ آیت نمبر ۷۶ سے آگے حضرت نوحؑ کی دعا اور پکار کا ذکر ہے۔ ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ نبی کا اہل اور اولاد اس کے متبعین ہوتے ہیں نہ کہ محض جسمانی اولاد۔ چنانچہ نوحؑ کا جسمانی بیٹا طوفان کی نذر ہوا۔ اسی طرح آیت نمبر ۸۴ میں ذکر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ شروع میں حضرت نوحؑ کی شریعت پر ہی تھے۔

جمعرات، ۲۶ ر فروری ۱۹۹۶:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۰۴ نشر مکرر کے طور پر ٹرانسمٹ ہوئی۔ حضور نے فرمایا کہ خوشی کی بات یہ ہے کہ روزانہ ایسے خطوط ملتے ہیں جن میں لکھا ہوتا ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ Anti-biotics سے نجات مل گئی ہے۔ آج کی کلاس میں Opium کے فوائد بتائے گئے۔

جمعۃ المبارک، ۲۷ ر فروری ۱۹۹۸:

ایک ہمدم دیرینہ کے نام

برسوں بعد اس کا خط آنے پر

آنکھوں کے سامنے تھا ترا نامہ بر کہ تو
وہ تیرے خد و خال و لب و لہجہ ہو بہو
بیدار دل میں یوں ہوا یادوں کا ایک شہر
نور سحر سے جاگ اٹھیں جیسے کاخ و کو

اے دوست یہ بتا کہ میں کیا کیا کروں بیاں
آشوب روزگار کہ غم ہائے دوستاں
گم ہو گئی صحیفۂ ماضی میں ہی کہیں
کتنی محبتوں کی شکستوں کی داستاں

یادوں کا کارواں ہے رواں زندگی کے ساتھ
اب تیری بات بھی تو ہے کتنی پرانی بات
درد و غمِ فراق زباں سے ادا ہو کیا
گو رات کٹ گئی ہے پر کیسے کٹی وہ رات

روشن کئے جو میں نے کہاں ہیں مرے چراغ
وہ روز و شب کہ جن کا نہیں مل رہا سراغ
آئے تو راحتوں کے بھی لمحے ضرور تھے
گزرے تو کر گئے وہ مگر دل کو داغ داغ

دل خوش رہے، فریب بھی اس کو دئے ہزار
لیکن حقیقتوں سے تو ممکن نہیں فرار
زندہ میانِ بیم و رجا ہیں تو اس لئے
لو دے رہے ہیں آج بھی کچھ ان بجھے شرار

عبد المنان ناہید

آج ۲۳ ر فروری ۱۹۹۸ء کو ریکارڈ کردہ فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کی ملاقات کا پروگرام نشر کیا گیا۔ مختصر کارروائی اپنی ذمہ داری پر درج ذیل ہے:

حضور انور کی سٹوڈیو میں تشریف آوری سے قبل مکرم و محترم عطاء المجیب صاحب راشد نے بیان کیا کہ ابھی ابھی جو عید الفطر گزری ہے اس سلسلے میں عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ہمیشہ ایسٹر وغیرہ ایک ہی دن مناتے ہیں اور مسلمان ہر سال اخباروں میں خبریں شائع کرتے ہیں کہ ہم رمضان ایک ہی دن شروع کریں گے اور عید بھی ایک ہی دن منائیں گے لیکن ایسا کبھی نہیں ہو سکا۔ آپ نے کچھ وجوہات تفصیل سے بتائیں اور پھر حضور انور تشریف لے آئے اور اسی مضمون کی مزید وضاحت فرمائی کہ رمضان اور عید کے ایک ہی دن نہ ہو سکنے کی وجہ مسلمانوں کی غلط فہمی ہے۔ کیونکہ تمام دنیا میں چاند ایک ہی دن نہیں دیکھا جا سکتا جس کی روئیت پر عیدین کے دنوں کا انحصار ہے۔ اس لئے Royal Observatory سے رابطہ کر کے چاند کے نکل آنے کی یقین دہانی کے مطابق عمل کریں جیسا کہ جماعت احمدیہ ہمیشہ کرتی ہے۔

کسی نے کہا پچھلے پروگرام میں حضور انور نے فری میسن کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ لوگ جماعت احمدیہ اور کیتھولکس میں infiltrate نہیں کرتے اس کی کیا وجہ ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا ایسا تصرف ہے کہ پچھلے ہفتے ہی پارلیمنٹ میں سختی کے ساتھ یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ حکومت کے محکموں مثلاً پولیس اور ججز اور Mps وغیرہ میں جو بھی فری میسنز ہیں ان کے بارے میں خبر پہنچائی جائے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مجھے ایک عرب دوست نے بتایا کہ آج کی دنیا میں یہ کہنا ممکن نہیں کہ فلاں منسٹر یا کوئی آفیشل فری میسن نہیں ہے۔ احمدیہ جماعت میں یہ Cult اس لئے اثر انداز نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بذریعہ الہام یہ خوشخبری دی گئی تھی کہ "فری میسنز مسلط نہیں کئے جائیں گے"۔ حضور انور نے ان لوگوں کے متعلق یہ بتایا کہ اگر ایک دفعہ کوئی فری میسن بن جائے تو پھر اس سے باہر ہونا تقریباً نا ممکن ہے کیونکہ یہ لوگ قسمیں لیتے ہیں اور اگر کوئی الگ ہو جائے تو اسے مروا دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کی وجہ سے فری میسنری جماعت احمدیہ میں نفوذ نہیں کر سکتی۔ اس پر کسی نے کہا کہ جب آپ چند احمدی فری میسنز کو جانتے ہیں تو پھر یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ کوئی احمدی فری میسن نہیں ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ جو ہیں بھی انہیں کبھی جماعت کا کوئی کام نہیں دیا جاتا۔ یہ ان لوگوں کو چنتے ہیں جن میں خدا کا خوف نہ ہو اور صرف ان کے لئے فائدہ مند ہو۔ جبکہ ہم خدا کے الہام پر یقین رکھتے ہیں۔

ہومیو پیتھی کے روح پر اثر انداز ہونے اور ہندوؤں کے آواگون کے عقیدے کے متعلق سوالات پر حضور انور نے تفصیل سے روشنی ڈالی۔

(امتہ المجید چوہدری)

مخلوط معاشرہ کی کشش اور ایک مسلمان کا طرز عمل

(عطاء اللہ کلیم۔ انچارج مبلغ جرمنی)

اللہ تعالیٰ جو غیب اور حاضر کو جاننے والا ہے اور جس کے لئے ماضی حال اور مستقبل کا علم برابر ہے۔ اس نے اپنے رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر تمام انبیاء سے بڑھ کر اظہار علی الغیب فرماتے ہوئے آئندہ ہونے والے واقعات اور حالات کی اطلاع دیتے ہوئے یہ بھی خبر دی کہ ایک زمانہ میں صلیبی مذہب یعنی عیسائیت بڑے زوروں پر ہونگے۔ دجال خروج کرے گا اور اس کے ساتھ پانی اور آگ ہونگے مگر وہ چیز جو لوگوں کو پانی نظر آئے گی اور اس کی طرف لوگوں کی کشش ہو گی وہ دراصل جلانے والی آگ ہو گی اور وہ جسے لوگ آگ سمجھیں گے وہ ٹھنڈا اور میٹھا پانی ہو گا اور دجالی فتنہ کو سب سے بڑا فتنہ قرار دیا گیا ہے لیکن ساتھ ہی قرآنی آیات اور احادیث نبوی سے واضح ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج اپنے پورے زور میں ظاہر ہونگے اور دنیا کے بیشتر اور عمدہ عمدہ حصوں پر قابو پالیں گے۔ مزید بر آں آنحضرت ﷺ نے امت کو متنبہ فرمایا کہ لا یدان لا حد لقتالھم یعنی ظاہری اسباب ان سے مقابلہ کی تاب نہیں رکھیں گے۔

قرآنی آیات کی تفسیر اور احادیث نبوی میں بیان کردہ تفصیل سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ عیسائیت، دجالیت اور یاجوج ماجوج تین مختلف فتنے اور قوتیں نہیں بلکہ ایک ہی فتنہ کو اس کی مختلف خصوصیتوں کی وجہ سے الگ الگ نام دئے گئے ہیں اور یہ فتنہ یوروپ اور امریکہ کی مسخ شدہ عیسائیت بلکہ لادینیت۔ مغربی تمدن اور مخلوط معاشرہ کا فتنہ ہے۔

مخلوط معاشرہ مغربی تمدن ہی کی پیداوار ہے اور اس کے ظہور بلکہ عام ہونے کو آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود و مہدی معہود کے زمانے کی علامات میں سے ایک خاص علامت قرار دیا ہے مثلاً:

"ابن شیبہ کی روایت ہے کہ علامات قرب قیامت میں سے ایک ظہور فحش و تفحش بھی ہے" (حجج الکرامہ) اور اسی طرح انس بن مالکؓ سے مسلم میں روایت ہے کہ اشراط ساعت میں سے ایک ظہور زنا ہے۔ اور ابو ہریرہ سے ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ اس وقت ولد الزنا کثرت سے ہو جائیں گے (حجج الکرامہ) یہ سب قسمیں فحش کی ہم اس وقت دنیا میں موجود پاتے ہیں۔ علاوہ بڑی بدکاری کے ہم دیکھتے ہیں کہ یوروپین تہذیب نے ایسا رنگ اختیار کر لیا ہے کہ اسلام نے جن امور کو فحش قرار دیا ہے وہ اس سوسائٹی کے نزدیک تہذیب کا جزو بن گئے ہیں مثلاً غیر عورتوں کی کمروں میں ہاتھ ڈال کر ناچنا۔ عورتوں کے حسن و جمال کی تعریف کرنی (بلکہ مقابلہ حسن کرانے اور ملکہ حسن کا انتخاب کرنا) غیر عورتوں کو ساتھ لے کر سیروں کو جانا وغیرہ وغیرہ۔ اس زمانے سے پہلے ان باتوں کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا.........

اگر آج جو کچھ ہو رہا ہے اس کا تفصیلی نقشہ پہلے لوگوں کے سامنے بیان کر دیا جاتا تو وہ کبھی تسلیم نہ کرتے کہ کسی قوم میں باوجود دعوائے تہذیب یہ حرکات کی جا سکتی اور تہذیب و شائستگی کا جزو سمجھی جا سکتی ہیں۔ پہلے زمانے میں بھی ناچ اور تماشے ہوتے تھے لیکن یہ کوئی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھا کہ شریف اور تمدن کی جڑ کہلانے والے خاندانوں کی بہو بیٹیاں اس فعل کو اپنے شغل بنائیں گی اور یہ بات موجب فخر ہو گی اور عورت کی قدر و منزلت کو بڑھا دے گی اور اس کی شرافت میں کچھ نقص پیدا نہ ہونے دے گی"۔

"علاوہ اس فحش کے جو عام ہے بڑا فحش یعنی زنا بھی اس وقت کثرت سے ہے کہ اب وہ اکثر بلاد میں جن میں مسیحیت کا اثر ہے بطور ایک نفسانی کمزوری کے نہیں سمجھا جاتا بلکہ ایک طبعی اور روزمرہ کا شغل خیال کیا جاتا ہے......"۔

"کون یہ خیال کر سکتا تھا کہ عورت اور مرد کے تعلقات ایسے وسیع ہو جائیں گے کہ عورت کا مرد کے گھر پڑ جانا ایک اخلاقی گناہ نہیں سمجھا جائے گا بلکہ انسانی حریت کا ایک جزو قرار دیا جائے گا۔ جیسا کہ آج فرانس اور امریکہ کے لاکھوں آدمیوں کا خیال ہے اور یہ بات کس کے ذہن میں آ سکتی تھی کہ کسی وقت نہایت سنجیدگی سے اس پر بحثیں ہونگی کہ نکاح ایک دقیانوسی خیال ہے۔ ہر مرد اس عورت سے جسے وہ پسند کرے تعلق قائم کر کے اولاد پیدا کر سکتا ہے"۔ (بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ سالوں اکٹھے رہ کر ہم بستری کرتے بلکہ اولاد پیدا کرتے مگر شادی کر کے میاں بیوی کی ذمہ داری اٹھانے کو تیار نہیں ہوتے)۔ "جب فحش کی یہ حالت ہو تو خیال کیا جا سکتا ہے کہ ولد الزنا کس کثرت سے ہونگے کیونکہ جب تک ملک میں زنا ایک عیب سمجھا جائے لوگ ایسی اولاد پیچھے چھوڑنا پسند نہیں کرتے جسے ولد الزنا کا طعنہ دیا جائے لیکن جس سوسائٹی میں زنا کے وجود سے ہی انکار کیا جائے اور نکاح کو مذہب کی بے جا دست اندازی تصور کیا جائے اس میں ایسی اولاد سے کیا شرم ہو سکتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ایسی سوسائٹی میں ایسی اولاد کے سوا دوسری اولاد مل ہی کہاں سکتی ہے۔ چنانچہ اوپر کے بیان کردہ خیالات کے لوگوں میں ایسی ہی اولادیں پیدا کی جاتی ہیں اور اسے کچھ عیب نہیں سمجھا جاتا"۔

"ایک حالت اس وقت کے تمدن کی رسول کریم ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اس وقت عورتیں باوجود لباس کے ننگی ہونگی...... اہل یوروپ اور امریکہ کے لباس کا طریقہ ایسا کہ ان کے بعض قابل ستر حصے ننگے رہتے ہیں مثلاً عام طور پر اپنی چھاتیاں ننگی رکھتی ہیں کہنیاں بلکہ کندھوں تک بانہیں ننگی رکھتی ہیں (اور ٹانگیں بھی گھٹنوں کے اوپر تک ننگی رکھتی ہیں)۔ اور نہانے کے تالابوں، سمندروں اور جھیلوں کے کناروں پر تو صرف پستان اور شرمگاہ پر کپڑا سا ہوتا ہے باقی بدن نظارہ ناظرین کے لئے بالکل ننگا رکھا جاتا ہے"۔

احباب کرام! چند سال قبل جلسہ سالانہ انگلستان ۱۹۹۶ء کے موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدی خواتین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"آج کے اس دور میں دنیا کو امن کی تلاش ہے اور امن کی تلاش میں دنیا سرگرداں ہر اس امکانی گوشے پر نگاہ رکھ رہی ہے جہاں سے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں امن کے حصول کی توقع ہو سکتی ہے...... لیکن وہ امن کے قریب ہونے کی بجائے دن بدن امن سے دور ہٹتے چلے جا رہے ہیں۔ امن کی تلاش میں وہ گلیوں میں بھی نکلتے ہیں، شہروں اور ملکوں میں بھی سرگرداں پھرتے ہیں لیکن وہ امن جو گھر میں نصیب ہو سکتا ہے وہ دن بدن ان گھروں کو ویران چھوڑتا چلا جا رہا ہے جیسے پرندہ گھونسلے کو چھوڑ کر اڑ جائے اس طرح امن گھروں کو چھوڑ کر رخصت ہوتا چلا جا رہا ہے۔ آج کے معاشرہ میں دنیا خواہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتی ہو...... اس کی سب سے اہم ضرورت گھروں کی تعمیر نو ہے......

مغرب (جس نے مخلوط معاشرہ کو جنم دیا ہے) وہاں گھر اس لئے ٹوٹتے ہیں کہ مادی لذتوں کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے اور انفرادیت نمو پا رہی ہے...... دنیا کی لذتوں کی راہ میں یہ انفرادیت اس طرح رشتوں کی تعمیر میں حائل ہو جاتی ہے کہ اگر ایک شخص مغرب میں شادی کرتا ہے تو وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ بیوی کی ماں یا پھر بیوی یہ پسند نہیں کرتی کہ خاوند کی ماں ان کے گھر پر کسی قسم کا بھی بوجھ بنے۔ اس سے ان کی آزادی میں ان کی لذت یابی میں فرق پڑتا ہے...... کیونکہ ہر شخص کی اپنی ضرورتیں پوری نہیں ہو رہیں...... مغربی معاشرہ جتنا امیر ہوتا چلا جا رہا ہے اتنا ہی زیادہ ان کی طلب بڑھ رہی ہے اور "ھل من مزید" کی آواز اٹھ رہی ہے۔ جو کچھ بھی لذت یابی کے سامان ان کو مہیا ہوتے چلے جا رہے ہیں ان کی عادت پڑ جاتی ہے اور وہ بنیادی حق بن جاتا ہے اور پھر اس سے آگے مزید کی طلب پیدا ہو جاتی ہے۔ یہاں کے ٹیلی ویژن یہاں کے ریڈیو، یہاں کے ذرائع ابلاغ اس شکل میں (مخلوط معاشرہ کے ذریعہ) ایک فرضی جنت کو ان کے سامنے رکھتے ہیں جو دور سے جنت ہی دکھائی دیتی ہے اور ہر انسان اس کی طرف دوڑنے کی کوشش کرتا ہے لیکن عملاً وہ جنت نہیں ہے وہ سمندر کے پانی کی طرح ایک جنت ہے جو پیاس بجھانے کی بجائے اسے بھڑکاتی چلی جاتی ہے۔

حقیقی جنت تو گھر کی تعمیر ہے جنت رحمی رشتوں کو مضبوط کرنے میں ہے...... میاں بیوی کے تعلقات...... ہی خوشگوار نہ ہوں بلکہ بہن بھائی کے تعلقات کو تقویت دی جائے، ماں بیٹے کے تعلقات کو تقویت دی جائے، باپ بیٹے کے تعلقات کو تقویت دی جائے اور رشتہ داروں کے دیگر تعلقات کو جو سب قرآن کریم کی آیت میں شامل ہیں تقویت دی جائے...... اس پہلو سے اگر گھروں کی تعمیر کی جائے تو گھر کے اندر ہی انسان کو ایسی لذت نصیب ہوتی ہے کہ بہت سے ایسے بچے جو ایسے خوش نصیب گھروں میں پلتے ہیں ان کو قطعاً ایسا کوئی شوق نہیں ہوتا کہ سکول سے آ کر یا کام سے آ کر دوبارہ جلدی سے باہر نکلیں یا کلبوں کا رخ اختیار کریں یا دوسری سوسائٹیوں جو گندی سوسائٹیاں آج کل انسان کو وقتی طور پر لذت دینے کے لئے بنائی جاتی ہیں ان میں جا کر اپنا وقت ضائع کریں۔ یہی وہ مخلوط معاشرہ ہے جو دراصل بعد میں شراب کو تقویت دیتا ہے، جوئے کو تقویت دیتا ہے، ہر قسم کی برائیاں اس معاشرے میں پہنچتی ہیں اور نتیجتاً گھر ٹوٹ جاتے ہیں........."۔

گھروں کا بنانے والا صرف ایک ہے اور وہ ہمارا آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ (جنہوں نے فرمایا "خیر کم خیر کم لاھلہ و انا خیر کم لاھلی" تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہے اور میں اپنے اہل کے ساتھ تم سب سے بہتر ہوں۔

"......... آج کی دنیا میں امن کی ضمانت ناممکن ہے جب تک گھروں کے سکون اور گھروں کے اطمینان اور گھروں کے اندرونی امن کی ضمانت نہ دی جائے"۔

یہاں میں ایک احمدی شاعر مکرم عبید اللہ علیم کی کتاب "ویران سرائے کا دیا" سے چند اشعار ذکر کرنے سے رک نہیں سکتا۔ فرماتے ہیں:-

باہر کا دھن آتا جاتا اصل خزانہ گھر میں ہے
ہر دھوپ میں جو مجھے سایہ دے وہ سچا سایہ گھر میں ہے
مری عمر کے اک اک لمحے کو میں نے قید کیا ہے لفظوں میں
جو ہارا ہوں یا جیتا ہوں وہ سب سرمایہ گھر میں ہے
کیا سوانگ بھرے روٹی کے لئے عزت کیلئے شہرت کے لئے
سنو شام ہوئی اب گھر کو چلو کوئی شخص اکیلا گھر میں ہے
اک ہجر زدہ بابل پیاری ترے جاگتے بچوں سے ہاری
اے شاعر کس دنیا میں ہے تو، تیری تنہا دنیا گھر میں ہے
دنیا میں کھپائے سال کئی آخر میں کھلا احوال یہی
وہ گھر کا ہو یا باہر کا ہر دکھ کا مداوا گھر میں ہے

مغربی معاشرہ نے مخلوط معاشرہ کو جنم دیا جس کے نتیجہ میں ہر قسم کی لذت یابی کے حصول کے لئے عریانیت اور فاشی نے اپنے جال چاروں طرف پھیلائے اور سوسائٹی ان جرائم کا شکار ہوئی جس کا تصور بھی ایک شریف انسان کو کپکپا دیتا ہے۔

جرمنی میں ان جرائم کی صرف چند مثالیں حکومت کے شائع کردہ ڈاکومنٹس سے دیتا ہوں۔

☆...... جرمنی کے پرانے صوبوں میں ہر سال ڈیڑھ لاکھ تا تین لاکھ بچے نفسیاتی، جسمانی یا جنسی زیادتیوں کا شکار ہوتے ہیں۔

☆...... اندازاً ہر چوتھی تا چھٹی بچی اور ہر ساتواں تا دسواں بچہ جنسی تشدد کا شکار ہوتا ہے۔

☆...... جنسی تشدد کا شکار ہونے والوں میں ۱ء۸۹ فی صد لڑکیاں اور باقی لڑکے ہوتے ہیں۔

☆...... ان کی عمریں عام طور پر سات اور تیرہ کے درمیان ہوتی ہیں جبکہ ایسے بچوں کی تعداد جن پر تشدد کا آغاز چھ تا دس سال کی عمر میں ہوتا ہے ۴۲ فیصد ہے۔

☆...... ۲۷ فیصد سے زائد تعداد ان بچوں کی ہے جن کی عمریں جنسی تشدد کا شکار ہونے کے وقت نوزائدہ بچے سے تا پانچ سال ہوتی ہے۔

☆...... مجرمین جو جنسی جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں ان میں ۲۵ فیصد تعداد باپوں، سوتیلے باپوں یا ماؤں کے دوستوں کی ہوتی ہے۔ ۴ء۱۱ فیصد قریبی رشتہ دار چچا، تایا، ماموں، دادا، نانا اور بہنوئی ہوتے ہیں۔ صرف چھ فیصد مجرمین ایسے ہوتے ہیں جو کہ شکار ہونے والے بچوں کے لئے اجنبی ہوتے ہیں۔ ۱ء۲۳ فیصد مجرمین پڑوسی، ڈاکٹر، پادری یا سرکاری کارندے ہوتے ہیں۔

☆...... اخبار German Tribune کے مطابق جرمنی میں ہر تین شادیوں میں سے ایک طلاق پر ختم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ پراٹسٹنٹ منسٹرز (پادریوں) کی شادیاں دن بدن ناکامی میں بڑھ رہی ہیں۔ (Awake,22-3-93)

German Centre against Dangers from Addiction in Bonn کے مطابق پانچ ملین سے زائد لوگ نشہ کے عادی جرمنی میں ہیں۔ ان میں سے ۱ء۴ ملین تو ادویہ کے عادی ہیں اور ایک لاکھ بیس ہزار ہیروئن کے عادی ہیں۔ ایک لاکھ جوا کے عادی ہیں۔

☆...... ان تمام سے بڑھ کر شراب کے عادی ہیں جیسا کہ Suddeutsche Zeltung نے رپورٹ دی ہے اور مزید لکھا ہے کہ جرمن شراب نوشی میں ورلڈ چیمپئن ہیں ۱۹۵۰ء کے مقابلہ میں اب شراب نوشی تین گنا بڑھ گئی ہے اور ۲ء۵ ملین افراد شراب نوشی میں حد سے زیادتی کے علاج کے طلبگار ہیں۔ (Awake,22-8-94)

☆...... Allgemeine Zeltung اخبار کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۹۱ء میں ایک لاکھ تیس ہزار شادیاں طلاق پر منتج ہوئیں۔ شادیوں کا ٹوٹنا اس حد تک عام ہو چکا ہے کہ کثرت سے طلاق کے ہمدردی کارڈ چھپ چکے ہیں جن پر مرقوم ہے "طلاق ہونے کی مبارکباد"، "آپ کی زندگی کے بہترین ایام کے پہلے دن پر خوش آمدید"۔

☆...... جرمنی میں دس فیصد جوڑے جنہوں نے

شادی کی اب طلاق کی تیاریوں میں مصروف ہیں اور معاہدات کئے جارہے ہیں کہ جوڑے میں سے طلاق کی صورت میں گھر کا فرنیچر کون قابو کرے گا۔

☆......اسی اخبار کے مطابق شادی میں انگوٹھیوں کے تبادلے کے چند سال بعد ہی ۸۰ فیصد عورتیں یہ شکایت کررہی ہیں کہ ان کے خاوند ان میں بہت کم دلچسپی لے رہے ہیں۔ پانچ ہزار جوڑوں کے حالات سے اس بات کی توثیق ہوتی ہے کہ وہ دن میں صرف ۹ منٹ آپس میں بات کرتے ہیں جبکہ شادی کو چھ سال ہی ہوئے ہیں۔

(Awake,8-4-93)

☆......رسالہ نیوزویک (Newsweek) اس بات پر واویلا کرتا ہے کہ چھ ہزار لوگوں کے سروے سے معلوم ہوا ہے کہ بوڑھے شادی شدہ جوڑے ان مجرد نوجوانوں سے زیادہ خوش ہیں جو مخلوط معاشرہ کی جنسی بے راہروی کے عادی ہیں۔ (Awake,8-4-93)

☆......پیرس کے روزنامہ Le Monde کے مطابق فرانس میں شادی کا رواج کم ہو رہا ہے۔ گزشتہ بیس سال میں یہ رجحان ہے کہ زیادہ سے زیادہ جوڑے بغیر شادی کے اکٹھے رہتے ہیں۔ The National Institute of Demo-Graphic studies in France کے مطابق شادی کرنے والوں میں سے نصف تعداد ان کی ہے جو شادی سے پہلے کئی سال اکٹھے رہتے رہے ہیں۔

بہت سے جوڑے یہ سمجھتے ہیں کہ شادی سے پہلے اکٹھے رہنے سے شادی کی کامیابی کے زیادہ مواقع ہیں لیکن حقیقت اسکے بالکل برعکس ہے۔ روزنامہ Le Monde کے مطابق شادی سے پہلے اکٹھے رہنے والے جوڑوں میں اکثر علیحدگی ہو جاتی ہے اور یہ تعداد ان شادی شدہ جوڑوں سے زیادہ ہے جو شادی سے پہلے اکٹھے نہیں رہے۔

(Awake,8-5-91)

آنحضرت ﷺ نے امت مسلمہ کو جو اصلاحی اصول بتائے ہیں ان میں ایک یہ فرمایا کہ السعید من وعظ بغیرہ کہ نیک بخت وہ شخص ہے جو دوسروں کے حالات اور نتائج سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔ اس ارشاد کی تعمیل میں مغرب کے مخلوط معاشرہ سے جو حقائق اور خطرناک نتائج ہمارے علم میں آئے ہیں ان کے پیش نظر ایک مسلمان کا کیا طرز عمل ہونا چاہئے وہ ظاہر و باہر ہی ہے اس کے متعلق مزید کچھ کہنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ تاہم چونکہ عربی کے مشہور مقولہ الناس علی دین ملوکھم یعنی لوگ عموماً اسی طور و طریق کو اختیار کرتے ہیں جس پر اس وقت کے ملوک اور حکام گامزن ہوتے ہیں اور چونکہ سائنسی تحقیقات اور ٹیکنالوجی میں ترقی کے ساتھ مغربی اقوام کو دنیاوی غلبہ اور اقتدار بھی حاصل ہے لہذا بالعموم لوگ انہی کے رنگ میں رنگین ہونے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ مغربی اقوام کی سائنسی ایجادات اور ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھانے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان کی لادینیت، مغربیت اور مخلوط معاشرت کو بھی اندھا دھند اپنا لیا جائے کیونکہ دونوں امور میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

"ھوالذی مرج البحرین ھذا عذب فرات و ھذا ملح اجاج وجعل بینھما برزخاو حجرا محجورا" (سورۃ الفرقان 25:54) یعنی وہی ہے جس نے دو سمندروں کو چلایا ہے جن میں سے ایک تو بہت میٹھا ہے اور دوسرا نمکین اور کڑوا ہے اور اس اللہ نے ان دونوں کے درمیان ایک روک بنادی ہے اور ایسا سامان بنایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو پرے رکھتے ہیں اور ملنے نہیں دیتے۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔

" ھذا ملح اجاج اور اجاج سے یاجوج ماجوج دونوں قوموں کی طرف اشارہ ہے اس کے مقابلہ میں عذب فرات رکھا ہے اور حجراً محجوراً میں بتادیا ہے کہ گو تمہیں ان دونوں اقوام سے مل کر رہنا پڑے گا مگر ایسی حالت میں بھی تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ تم میٹھے پانی کا سمندر ہو اور وہ کڑوے پانی کا سمندر ہیں۔ تم مغربیت کی کبھی نقل نہ کرو اور باوجود ان میں ملے ہونے کے ایسے امور (جیسا کہ مخلوط معاشرہ ہے۔ کلیم) کے متعلق صاف طور پر کہہ دیا کرو کہ تم اور ہو اور ہم اور ہیں جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو ہدایت دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ تم کفار سے صاف طور پر کہہ دو لا اعبدما تعبدون، میں تمہارے طریق کے مطابق عبادت نہیں کرتا (لکم دینکم ولی دین۔ تمہارا دین تمہارے لئے ایک طریق مقرر کرتا ہے اور میرا دین میرے لئے دوسرا طریق کار مقرر کرتا ہے۔ کلیم)........."آج دجالی فتنہ جس رنگ میں دنیا پر غالب ہے اس کی وجہ سے کوئی چیز بھی اسلام کی باقی نہیں رہی۔ نہ اس کے تمدنی احکام قائم ہیں نہ سیاسی احکام قائم ہیں اور نہ شخصی احکام قائم ہیں۔ ہر چیز میں آج تبدیلی کردی گئی ہے۔ پس جب تک اسے مٹانے کے لئے ہمارے اندر دیوانگی نہ ہو، جب تک ہمیں اس تہذیب مغربی سے بغض نہ ہوگا اتنا بغض کہ اس سے بڑھ کر ہمیں کسی اور چیز سے نہ ہو اس وقت تک ہم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ ہم میں سے جو شخص بھی مغربی تہذیب کا دلدادہ ہے۔ وہ روحانی میدان کا اہل نہیں.........

اسلام اور مغربیت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ یا اسلامی ثقافت زندہ رہے گی یا مغربیت زندہ رہے گی۔ دونوں کی بنیادیں متضاد اصول پر ہیں اور ان کا ایک ہی جگہ جمع ہونا ناممکن ہے۔ مغربیت کی بنیاد ساری کی ساری دنیاوی لذات اور عیش پرستی پر ہے اور اسلام کی بنیاد کلی طور پر اللہ تعالیٰ کی رضامندی، روحانیت اور اخلاق کی درستی پر ہے اس لئے ان دونوں کا اجتماع ناممکن ہے۔ مگر یہ امر یاد رکھو کہ انگریز اور مغربیت میں فرق ہے۔ انگریز (یا مغربی ممالک کے دوسرے باشندے۔ کلیم) انسان ہیں اور ویسے ہی انسان ہیں جیسے ہم۔ اور اس لحاظ سے انگریز (یا مغربی ممالک کے دوسرے باشندے۔ کلیم) ہدایت پاسکتے ہیں لیکن مغربیت ہدایت نہیں پاسکتی۔ وہ شیطان کا ہتھیار ہے اور جب تک اسے توڑا نہ جائے گا دنیا میں حقیقی امن قائم نہیں ہو سکتا.........

جو احمدی میٹھے پانی کا طلبگار ہے وہ ضرور ان سے الگ رہے گا اور یہ ہو نہیں سکتا کہ کڑوا اور میٹھا پانی ایک دوسرے میں جذب ہو جائیں......

مجھے یاد ہے ایک دفعہ بعض غیر احمدیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ شادی اور دوسرے معاملات میں آپ اپنی جماعت کے لوگوں کو کیوں اجازت نہیں دیتے کہ وہ ہمارے ساتھ تعلقات قائم کریں۔

آپ نے فرمایا اگر ایک مٹکا دودھ کا بھرا ہوا ہو اور اس میں کھٹی لسی کے تین چار قطرے بھی ڈال دئے جائیں تو سارا دودھ خراب ہو جاتا ہے۔ مگر لوگ اس حکمت کو نہیں سمجھتے کہ قوم کی قوت عملیہ کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اسے دوسروں سے الگ رکھا جائے اور ان کے بداثرات سے اسے بچایا جائے۔

بہرحال ہمارا فرض ہے کہ ہم مغربیت اور اسلام کے درمیان ایک ایسی دیوار حائل کردیں جس کے بعد مغربیت کے لئے اندر داخل ہونے کا راستہ کھلا نہ رہے اور اسلامی فوج ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہو جائے جس پر شیطان کا کوئی حملہ کارگر نہ ہوسکے"۔

(تفسیر کبیر جلد ششم سورۃ الفرقان، صفحہ ۵۲۰، ۵۲۴)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو احکام الٰہی پر عمل کرنے اور نواہی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

Watch Huzur everyday on Intelsat
Get Connected !!
Zee-TV & ASIANET,
DOORDARSHAN, SONY T.V.
SUNRISE RADIO & BBC
C&KU BAND LNB
Rec.Decorder & Dish, Zee Cards & Dec.
Alpha Telecom's Pre-paid phone cards availble
Just Call !
Authorized Zee Tv (Agent)
Saeed A.Khan
Tel: 00-49 -8257 1694
Fax: 00-49 -8257 92882 (Germany)

توہمات، قومی ترقی کی راہ میں رکاوٹ

(قریشی داؤد احمد، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل، گھانا)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک ۱۹۹۷ء میں درس القرآن کے دوران فرمایا تھا کہ خاص طور پر افریقہ کے بعض ممالک میں توہمات پرستی عروج پر ہے اور ہدایت فرمائی کہ جماعت کو چاہئے کہ اس کے خلاف منظم طریق پر مہم چلائی جائے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ گھانا کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ دسمبر ۱۹۹۷ء کے لئے جلسہ کا جو Theme مقرر کیا گیا تھا اس ضمن میں تھا کہ "توہمات قومی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں"۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ سارے ملک کو توہمات کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے تاکہ لوگوں میں اس بارہ میں بیداری پیدا ہو۔ یہ مہم تقریباً سارا سال جاری رہی۔ چنانچہ جلسہ سالانہ سے قبل ملک کی اکثر ریجنل کانفرنسوں کے موقعہ پر یہی Theme رکھا گیا اور ان کانفرنسوں کی خبریں ملک کے اخبارات میں شائع ہونے کے علاوہ ملکی ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر بھی نشر کی جاتی رہیں۔

اشانٹی ریجن میں City F.M ریڈیو کے ذریعہ چار پروگرام نشر کئے گئے اور اس موضوع پر باقاعدہ بحث کی گئی۔ چنانچہ جب عام لوگوں کو ہمارے خیالات کا علم ہوا تو بعض بت پرستوں اور عیسائیوں نے اس کے خلاف مہم شروع کردی۔ چنانچہ ان کے ساتھ .City F.M ریڈیو پر پروگرام کئے گئے۔ اور لوگوں کو فون اِن (Phone In) کا موقع دیا گیا۔ چنانچہ اس کے ذریعہ سے یہ علم ہوا کہ بہت سے لوگ حقیقت حال سمجھنے کے بعد اس طرف مائل ہو رہے ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ گھانا کے تحت باقاعدہ ایک سیمینار منعقد کیا گیا اس سیمینار میں کیتھولک بشپ آف کماسی Rtd.Rt.Rev. Dr.Peter Akwasi اور Sarpon G. اور Human Right Commission کماسی کے ایک سینئر آفیسر کے علاوہ جماعت احمدیہ کے نمائندہ مکرم یوسف احمد صاحب ایڈوسائی نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

مکرم امیر و مشنری انچارج، جماعت احمدیہ گھانا مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب نے اجلاس کی صدارت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سیمینار بہت کامیاب رہا۔ جماعت احمدیہ نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ توہمات کی پیروی اور اس پر ایمان سے اللہ تعالیٰ کی شان وحدانیت کی توہین ہوتی ہے۔ مختلف خاندانوں میں جھگڑے ہوتے ہیں اور قتل وغارت تک نوبت آنے کے ساتھ ساتھ سوسائٹی کا امن برباد ہوتا ہے۔ نیز بوڑھی معصوم عورتوں کو ڈائن کہہ کر ان پر ظلم کیا جاتا ہے۔ الحمدللہ تمام حاضرین اور مقررین نے جماعت کے موقف کو تسلیم کیا کہ Witch Croft اور Superstition نہ صرف قومی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے بلکہ یہ اعتقاد انسانیت کی توہین کے مترادف ہے۔ الحمدللہ کہ ان پروگراموں کو ملکی سطح پر اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ تشہیر دی گئی۔

گھانا کے مختلف ریجنز میں توہمات کے خلاف لوگوں کے ذہن مرکوز کرنے اور اس کی وضاحت کرنے کے بعد یہ مناسب خیال کیا گیا کہ اب ملکی سطح پر اس چیز کو اجاگر کیا جائے۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کے موقع پر یہی Theme رکھا گیا۔ اور صدر مملکت کے علاوہ بعض وفاقی وزراء نے جنہیں جلسہ پر مدعو کیا گیا تھا جلسہ کے Theme کو اپنی اپنی تقاریر کا موضوع بنایا۔ اور مختلف زاویہ نگاہ سے اس پر روشنی ڈالی کہ توہمات کس طرح اور کس حد تک ملکی ترقی میں رکاوٹ ہیں۔ جناب صدر مملکت نے فرمایا کہ یہ جماعت احمدیہ کا سوال نہیں بلکہ پورے ملک کی ترقی کا سوال ہے۔ چنانچہ انہوں نے ملکی میڈیا اور اخبارات کو حکم دیا کہ وہ توہمات کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے مؤقف کی ملکی سطح پر تشہیر کریں۔

جلسہ سالانہ میں صدر مملکت کی شمولیت کے موقع پر جلسہ کے Theme کے علاوہ جماعت کی تنظیم اور نظم و ضبط سے صدر مملکت بے حد متاثر ہوئے اور ان پر اس کا گہرا اثر تھا۔ چنانچہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ گھانا کے انعقاد کے دو ہفتہ بعد کیتھولک چرچ آف گھانا نے ٹمالے (Tamale) میں ایک کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں پورے ملک سے بشپ اور پادری شامل ہوئے بلکہ پوپ کا نمائندہ بھی اس کانفرنس میں شامل ہوا جو کہ بینن (Benin) کا کارڈینل ہے۔ چنانچہ صدر مملکت نے اس موقع پر بھی اس چیز کو ان لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ چنانچہ اخبارات میں یہ خبریں شائع ہو رہی ہیں کہ جو لوگ عورتوں کو ڈائن کہتے ہیں اور ان پر ظلم کرتے ہیں ان کو گرفتار کیا جارہا ہے۔ نیز حکومت خود اس معاملہ میں سنجیدگی سے کوشش کررہی ہے کہ ان رسومات کے نتیجہ میں کسی سے ظلم یا زیادتی نہ ہو۔

اللہ کے فضل سے ان تبدیلیوں میں جماعت احمدیہ کی کوششوں کا کافی دخل ہے۔ قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ گھانا کو حضور انور ایدہ اللہ کی خواہش اور ہدایت کی روشنی میں توہمات کے خلاف مؤثر جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

خطبہ جمعہ

اپنی راتوں کو اس طرح زندہ کرو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو زندہ کیا کرتے تھے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۳/ جنوری ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۳/ صلح ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم-

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِی عَنِّی فَاِنِّی قَرِیبٌ. اُجِیبُ دَعوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ.

فَلیَستَجِیبُوا لِی وَلیُومِنُوا بِی لَعَلَّهُم یَرشُدُونَ-(البقرہ: ۱۸۷)

یہ وہ آیت کریمہ ہے جس کو عنوان بنا کر گزشتہ تین خطبات بھی دیئے گئے اور آج کا خطبہ بھی اسی کے مضمون سے تعلق رکھتا ہے۔ آج جمعۃ الوداع ہے اور میں اس جمعہ کو جمعۃ الاستقبال بنانا چاہتا ہوں۔ یہ فرق ہے دو اصطلاحوں کا جو میں کھول دینا چاہتا ہوں۔ بکثرت ایسے لوگ ہیں جن کو اس جمعہ کا انتظار رہتا ہے جمعۃ الوداع کے طور پر۔ اور ایک میں ہوں جو کہ سارا سال اس کو جمعۃ الاستقبال بنانے کی خاطر میں انتظار کرتا ہوں۔ یہ کیا مسئلہ ہے یہ میں کھول کر بات بیان کر دیتا ہوں کہ وہ لوگ جو جمعۃ الوداع سمجھتے ہوئے یعنی اپنے جمعہ کو چھٹی دے دی جائے ہمیشہ کے لئے، نیکیوں کو چھٹی دیدی جائے، روزوں کو چھٹی دے دی جائے، ذکر الٰہی کو چھٹی دے دی جائے اور اسے وداع کر دیا جائے، اس نیت سے جو لوگ اس جمعہ میں شامل ہوتے ہیں وہ بکثرت ایسے ہیں، اگر بکثرت نہیں تو ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن کو عام طور پر نہ نمازوں کی توفیق ملتی ہے نہ جمعوں کی توفیق ملتی ہے، نہ ذکر الٰہی کی توفیق ملتی ہے، نہ نیک باتیں سننے کا موقع میسر آتا ہے، نہ نیک صحبتوں میں بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔ ان کے اپنے ہی ہمجولی ہیں، انہی میں پھرتے ہیں، ان میں وہ ایک آزادی محسوس کرتے ہیں اور ان کے اوپر ان لوگوں میں بیٹھنے سے کسی قسم کا دباؤ نہیں پڑتا جو نیکی کی طرف بلانے والا ہو۔ پس وہ ان کی طرف بہتے ہیں اور بہتے چلے جاتے ہیں۔ اور یہ ایک جمعہ ہے جس میں ان کی فطرت نے ان کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ یہاں نیکی کی خاطر آئیں اور نیک لوگوں میں بیٹھیں۔ پس ان کا ایک ہی سہارا ہے کہ یہ جمعہ آخر گزر ہی جائے گا نا، وداع کا جمعہ ہے جسے ہم نے رخصت کرنا ہے۔ جس طرح بچے 'ٹاٹا' کہتے ہیں تو یہ لوگ 'ٹاٹا' کرنے آئے ہیں اور ان کو پکڑنے کا میں انتظار کر رہا تھا اس لئے میرے لئے استقبال ہے۔ میں ان لوگوں کا استقبال کرتا ہوں اور اس پہلو سے یہ جمعہ میرے لئے جمعہ استقبالیہ ہے۔ میں ان کا استقبال کرتا ہوں، سارا سال اس انتظار میں رہتا ہوں کہ یہ آئیں اور کچھ تو نیکی کی باتیں ان کے کانوں میں پڑیں، کچھ تو آنکھیں کھلیں۔ یہ تضاد ہے ان دو باتوں میں کہ ایک پہلو سے یہ وداع ہے اور ایک پہلو سے استقبال ہے لیکن حقیقت میں تضاد کوئی نہیں، زاویہ نگاہ کا فرق ہے۔

بہت سے احمدی ایسے نظر آتے ہیں جن کا پہلے نظام جماعت کو علم ہی کوئی نہیں ہوتا کہ وہ احمدی تھے بھی، بہت سے ایسے احمدی دکھائی دیتے ہیں جن کا علم تو ہے لیکن وہ مساجد میں نہیں آتے، وہ نظام جماعت سے تعلق نہیں رکھتے۔ ان کی ٹولیاں الگ ہیں، ان کے خاندان کے حالات مختلف ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو سارا سال اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں وقت گزارتے ہیں۔ اپنے اہل و عیال سے سلوک میں بھی وہ مسلسل نافرمانی کرتے ہیں۔ ایسی (عورتیں) ہیں جو اپنی بہوؤں سے ایسا سلوک کرتی ہیں جن کو رسول خدا اور خدا پسند نہیں فرماتا۔ ایسی ہیں جو اپنے دامادوں سے ایسا سلوک کرتی ہیں۔ اسی تعلق میں مرد بھی ایسے ہیں جو بالکل برعکس زندگی گزار رہے ہیں، اس زندگی کے برعکس جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی زندگی تھی۔ اَیَّامًا مَّعدُودَاتٍ یہ چند گنتی کے دن تھے رمضان کے جو گزر رہے ہیں اور ان کے گزرنے میں اب بہت تیزی آگئی ہے۔ دوسری طرف کو رمضان الٹ پڑا ہے اور آخری عشرے کا بھی ایک بہت بڑا حصہ ہمارے ہاتھوں سے نکل چکا ہے، بڑا حصہ یعنی نصف سے کچھ کم مگر ایک اہم حصہ ہمارے ہاتھوں سے نکل چکا ہے۔ اس میں اکیسویں، بائیسویں اور تئیسویں تاریخیں شامل ہیں اور آج رمضان کی چوبیسویں ہے اور پیچھے کتنے دن باقی ہیں، چھ دن "کُلُّهُمْ"۔ تو چھ دن کے اندر آپ نے جو کمائیاں کرنی ہیں کر لیں اور اس جمعے کو ان معنوں میں وداع نہ کہیں کہ رمضان کا باقی حصہ بھی سارے رمضان کو وداع کہہ دے۔ کم سے کم یہ چھ دن اگر آپ آنحضرت ﷺ کی پیروی میں رمضان گزاریں تو اگر حقیقت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کریں خواہ چھ دن کی پیروی کی توفیق ملے آپ کی ساری زندگی اس سے سنور سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چھ دن چلنا ایک بہت بڑی بات ہے۔ چھ دن چلنے سے ہزاروں سال دوسرے بزرگوں کے پیچھے چلنے کی نسبت زیادہ فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ تمام بزرگی کا خلاصہ ہیں، تمام انبیاء کا معراج ہیں۔ اس لئے آپ کے پیچھے چلنے کی توفیق ملے اور اس زمانے میں یہ توفیق ملے اور آپ کی غلامی میں ظاہر ہونے والے امام کے پیچھے چلنے کے نتیجے میں یہ شرف حاصل ہو تو اس سے زیادہ آپ کو کیا چاہئے۔ پس لیلۃ القدر یعنی ایک لیلۃ القدر کی تلاش نہ کریں، یہ زمانہ لیلۃ القدر ہے۔ یہ سارا زمانہ جس کی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ اسلام پر ایسی صبح طلوع ہونے والی ہے جو پھر کبھی لمبے عرصے تک اندھیروں میں تبدیل نہیں ہوگی یعنی بہت لمبا عرصہ گزرے گا کہ وہ نیکیاں جاری و ساری ہونگی ان میں کوئی بھی کسی قسم کا خلل ڈالنے والا انسان پیدا نہیں ہوگا اگر ڈالے گا تو اس کی کوششیں ناکام رہیں گی۔ یہ تفاصیل ہیں جو میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کن شرطوں کے ساتھ پوری ہوتی ہیں، مگر یہ زمانہ جو ہمارا زمانہ ہے یہ لیلۃ القدر کا زمانہ ہے۔

پس آخری عشرے میں لیلۃ القدر کی تلاش کریں لیکن ان معنوں میں لیلۃ القدر کی تلاش کریں کہ وہ آپ کی زندگی سنوار دے اور آپ اسلام کی اس لیلۃ القدر میں شامل ہوجائیں جو لیلۃ القدر ایک صبح کی خوشخبری لائی ہے اور یہ صبح اب کبھی ختم نہیں ہوگی یا نہیں ہونی چاہئے۔ اس بات کا انحصار کہ کبھی ختم نہیں ہوگی ہر احمدی کی ذات پر ہے۔ اگر اس کے ہاں کوئی صبح طلوع ہو جائے، اگر اس کے دل پر نور کا سورج نکل آئے یعنی آنحضرت ﷺ اس دل میں بسیرا کر لیں تو پھر جس کثرت سے ایسے احمدی ہونگے اسی شدت سے ہم یقین کریں گے کہ ہماری صبح دائمی صبح ہے۔ پس آج دنیا بھر کے احمدیوں کو خصوصیت کے ساتھ میں مخاطب ہوں یعنی ان احمدیوں کو جنہوں نے سارا سال ضائع کر دیا، جنہوں نے رمضان کا بیشتر حصہ ضائع کر دیا اب آخری عشرے کے یہ چند دن باقی ہیں ان میں کمر ہمت کس لیں اور رمضان کے فیوض سے وہ فائدہ اٹھا لیں جو ان کی زندگیاں سنوار دے۔

یہ پیغام ہے جو آج کا میرا پیغام ہے۔ اس پیغام کو پیش نظر رکھتے ہوئے اب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیاری باتیں سنیں۔ کس طرح آپؐ یہ عشرہ گزارا کرتے تھے، کس طرح رمضان میں آپؐ کی نیکیاں غیر معمولی تحریک پاتی تھیں اور بڑی شدت کے ساتھ ان نیکیوں میں روانی آجایا کرتی تھی حالانکہ روایت کرنے والے بتاتے ہیں کہ ساری زندگی نیکی میں گزرتی تھی، ان نیکیوں میں شدت آجاتی تھی۔ یہ ایک عجیب مضمون ہے کیسے آتی ہوگی۔ یہ دل کی کیفیات ہیں ان کے متعلق کوئی شخص نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دل میں جھانک کر دیکھ سکے۔ ہم ظاہری روایات پر بناء کرتے ہیں مگر گہرائیوں میں اترنے کی طاقت نہیں پاتے۔

پس جو بھی میں بیان کروں گا یہ الفاظ کا محتاج ہے اس لئے کچھ نہ کچھ پیغام آپ کو ضرور پہنچے گا مگر

میرے اس بیان کے بہترین ہونے کے باوجود، اگر بہترین ہو، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقام کی شناسائی کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ بہت غور کر کے میں نے دیکھا ہے، جب بھی میں نے سمجھا کہ میں اس مقام کے قریب تک پہنچا ہوں تو وہ مقام اس طرح دُور ہٹتا ہوا دکھائی دیا ہے جیسے ستارے دُور ہٹ جاتے ہیں۔ آپ جتنا چاہیں ان کو Chase کریں ان کی دوری کی رفتار ان معنوں میں کہ ان کا مرتبہ بلند تر ہوا کرتا ہے، جتنا آپ سمجھتے تھے اس سے زیادہ بلند تر ہوتا ہے، جتنی بلندی تک آپ پہنچیں قرب بھی نصیب ہوتا ہے۔ مگر احساس، اس سے بُعد بھی بڑھ جاتا ہے۔ اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ انسانوں میں سے اللہ کی ان دو صفات کے مظہر ہیں ایسے مظہر کہ کبھی کوئی انسان ان صفات کا ایسا مظہر نہیں بنا۔ اِنّی قَرِیبٌ میں قریب ہوں اور بعید بھی ہوں، اتنا بعید کہ مجھ سے زیادہ دور اور کوئی نہیں۔ خدا تعالیٰ سب دور کی چیزوں سے زیادہ دور ہے اور سب قریب کی چیزوں سے زیادہ قریب ہے۔

اس مضمون پر میں غالباً پہلے خطبات دے چکا ہوں مگر یاد رکھیں کہ یہ دونوں چیزیں بیک وقت ممکن ہیں اور دونوں ایک وقت میں اکٹھی ہو جاتی ہیں جتنا آپ کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا احساس ہوگا اور حقیقی احساس ہوگا اسی قدر خدا تعالیٰ کی بلندی اور دُوری آپ پر واضح اور روشن اور ظاہر ہو جائے گی۔ آپ سمجھتے ہیں عام سی چیز ہے، روزمرہ کی باتیں ہیں، ہم اللہ کو جانتے ہیں، واقف ہیں کہ اللہ کیا ہوتا ہے لیکن جب واقف بنتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ تو بہت ہی بلند چیز ہے، ہمارے تصور سے بھی بالا ہے۔ اور یہ احساس کہ وہ بالا اور دور تر ہے یہ قریب سے پیدا ہوتا ہے قرب کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتا۔ پس آنحضرت ﷺ کے مقام پر جتنی بھی باتیں ہوں گی اس میں یہ پہلو پیش نظر رکھیں کہ آپ قریب بھی ہیں اور بعید بھی ہیں لیکن قریب ہونے پر آپ کو معلوم ہوگا کہ کتنے بلند ہیں۔ جب تک آپؐ سے دور ہیں آپ کو آپ کی بلندی کا پتہ نہیں چلے گا۔ آپ کو کوئی بھی قرب نصیب نہیں ہوگا۔ اب میں ان روایات سے بات شروع کرتا ہوں جو آخری عشرے سے متعلق ہم نے اکٹھی کی ہیں۔

ایک ہے "قَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَجْتَہِدُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا یَجْتَہِدُ فِی غَیْرِہٖ" (صحیح مسلم کتاب الاعتکاف باب الاجتهاد فی العشر الاواخر من شهر رمضان)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی الله تعالیٰ عنها بیان فرماتی ہیں کہ آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ عبادات میں اتنی کوشش فرماتے تھے جو اس کے علاوہ دیکھنے میں نہیں آئی۔ تو رمضان میں وہ کوشش کیا ہوتی ہوگی جو عام طور پر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے دیکھنے میں بھی نہیں آئی۔ اور آپ کی روایات جو رمضان کے علاوہ ہیں وہ ایسی روایات ہیں کہ ان کو دیکھ کر دل لرز اٹھتا ہے کہ ایک انسان اتنی عبادت بھی کر سکتا ہے۔ ساری ساری رات بسا اوقات خدا کے حضور بلکتے ہوئے ایک سجدے میں گزار دیتے تھے۔ جس طرح کپڑا انسان اتار کر پھینک دیتا ہے اسی طرح آپ کا وجود گرے ہوئے کپڑے کی طرح پڑا ہوتا تھا۔ اور عائشہ صدیقہؓ سمجھا کرتی تھیں کہ کسی اور بیوی کے پاس نہ چلے گئے ہوں، تلاش میں گھبرا کر باہر نکلتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو ایک ویرانے میں پڑا ہوا دیکھتی ہیں اور جوش گریاں سے جیسے ہانڈی ابل رہی ہو ایسی آواز آ رہی ہوتی تھی۔ وہ عائشہ جب گھر کو لوٹتی ہوگی تو کیا حال ہوتا ہوگا۔ کیا سمجھا تھا اپنے آقا اور محبوب کو اور کیا پایا۔ یہ عام دنوں کی بات ہے، یہ رمضان کی بات نہیں ہے۔ عام دنوں میں یہ پایا ہے حضرت عائشہؓ نے۔ آپ گواہی دیتی ہیں کہ محمدؐ رسول اللہ پر آخری عشرے میں ایسے وقت آتے تھے کہ ہم نے پہلے کبھی دوسرے دنوں میں نہیں دیکھے۔ ان کیفیات کو بیان کرنا انسان کی طاقت میں نہیں ہے۔ نہ میری طاقت میں ہے نہ کسی اور انسان کی طاقت میں ہے۔ لیکن آپ نے خود ان کیفیات سے کہیں کہیں پردہ اٹھایا ہے اور بتایا ہے کہ میں کس دنیا میں پہنچا ہوا تھا، میں کس دنیا میں بسر کر رہا ہوں وہ احادیث بھی ابھی میں آپ کے سامنے کھول کر بیان کرتا ہوں۔ ایک روایت وہ ہے جس کے متعلق ہماری کتب میں اور بالعموم روایتاً جو معنے بیان کئے جاتے ہیں وہ میرے نزدیک درست نہیں ہیں وہ واقعہ اپنی ذات میں تو درست ہے کہ ایسا ہوا کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں پہلے سے زیادہ صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے اس میں کوئی شک نہیں مگر جو روایت میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس کے ترجمے کو محدود کر دیا گیا ہے اور وہ ترجمہ اس سے بلند اور وسیع تر ہے جو عام طور پر آپ کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ وہ روایت یہ ہے:

عن عبدالله بن عتبة عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال كان النبی ﷺ اجود الناس بالخير و كان اجود ما يكون فی رمضان حين يلقاه جبريل وكان جبريل عليه السلام يلقاه كل ليلة فی رمضان حتى ينسلك يعرض عليه النبی ﷺ القرآن فاذا لقيه جبريل عليه السلام كان اجود بالخير من الريح المرسلة۔ یہ جو آخری حصہ ہے اس میں وہ معنے پوشیدہ ہیں جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور جو عموماً ترجموں میں دکھائی نہیں دے سکتے۔ اس حدیث سے اجود کا معنی یہ لیا گیا ہے کہ وہ بہت زیادہ سخی غریبوں پر خرچ کرنے میں اور خیر کا معنی یہ لیا گیا ہے دنیا کا مال اور کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے دنوں میں اتنا زیادہ خرچ کیا کرتے تھے جیسے تیز ہوا ہیں اور بھی تیزی آ جائے اور وہ ہوا جھکڑ میں تبدیل ہو جائے۔ یہ معنے دل پسند معنے ہیں، اچھے معنے ہیں مگر اس روایت میں اس موقع پر یہ معنے مناسب نہیں بلکہ اس کے کچھ اور معنے بنتے ہیں۔

جبرئیل ہر رات کو اترا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کو تنہا پاتے تھے اس وقت اس روایت کا یہ معنی لینا کہ جبرائیل ایسی حالت میں ملتے تھے کہ آپ سخاوت میں اور لوگوں میں خرچ کرنے میں بہت تیزی دکھایا کرتے تھے وہ وقت ہی ایسا نہیں ہے جس میں باہر نکل کر غریبوں کو ڈھونڈا جائے اور ان پر کثرت سے خرچ کیا جائے۔ راتیں تو آنحضرت ﷺ اور خدا کے درمیان کی راتیں تھیں۔ ان راتوں میں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جبرائیل جب قرآن کریم لے کر آئیں تو آپ کو اس حال میں پائیں، یہ ناممکن ہے۔ لیکن اجود کا وہ معنی جو اعلیٰ درجہ کی لغات امام راغب وغیرہ سے ثابت ہے اور خیر کا وہ معنی جو اعلیٰ درجہ کی لغات سے ثابت ہے وہ کچھ اور مفہوم بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔

اجود اس شخص کو کہیں گے جو نیکیوں میں سب سے آگے بڑھ جائے اور خیر حسنہ کو کہتے ہیں صرف مال کو نہیں کہتے۔ ہر بھلی بات جس کی مومن توقع رکھتا ہے اور خدا سے دعا کرتا ہے کہ یہ بھلائی مجھے نصیب ہو اسے خیر کہا جاتا ہے۔ پس ان معنوں میں جب اس حدیث کو آپ دوبارہ پڑھیں تو بالکل ایک اور مضمون، ایک نیا جہان آپ کی آنکھوں کے سامنے ابھرے گا۔ آنحضرت ﷺ کو جب بھی جبرئیل نے دیکھا ہے رات کو آپ ان نیکیوں میں غیر معمولی آگے بڑھنے والے تھے تمام کائنات کے وجودوں سے آگے بڑھنے والے تھے جن نیکیوں میں دوسرے لوگ ان میدانوں میں سفر کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ رات کو اپنے خدا کی یاد میں غرق ہونے میں سب سے زیادہ تھے۔ رات کے وقت اجود تھے ان معنوں میں کہ ذکر الٰہی میں اپنے آپ کو گم کر دیا اور خیر کے جتنے بھی اعلیٰ پہلو ہیں مال کے علاوہ، ان سارے پہلوؤں میں محمد رسول اللہ ﷺ میں ایسی تیزی آئی ہوتی تھی جیسے جھکڑ چل رہا ہو۔ یہ حقیقی معنے ہیں اور لغت سے میں نے اچھی طرح دیکھ لئے ہیں۔ یہ موقع نہیں کہ لغت کی تفصیل میں جایا جائے لیکن آپ یقین کریں کہ ہر پہلو سے چھان بین کے بعد میں آپ کو مطلع کر رہا ہوں کہ ان معنوں میں جبرئیل نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جب بھی دیکھا اس حال میں دیکھا ہے۔ ہر نیکی میں اتنی تیزی آئی ہوتی تھی کہ جیسے جھکڑ چل رہا ہو اور یہ تیزی ذکر الٰہی کی تیزی تھی خدا کی ذات میں ڈوب جانے کی تیزی تھی۔

پس اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کر کے دیکھ لیں تو پھر اندازہ ہوگا کہ کتنی مشکل مگر کتنی لازمی پیروی ہے۔ مشکل تو ہے کیونکہ یہ سفر بہت طویل ہے۔ ایک عام انسان کے لئے اس سفر کی آخری منازل کے لئے تصور بھی ممکن نہیں ہے۔ لیکن یہ چند دن تو ہیں۔ ان دنوں میں اللہ خود قریب آ جاتا ہے۔ یہ وہ دن ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی آسان کر دی جاتی ہے۔ **پس ان دنوں سے فائدہ اٹھائیں اور ان دنوں کا حقیقی معنوں میں استقبال کریں۔ ان کو وداع کرنے کے لئے نہ رمضان کا وقت گزاریں بلکہ ان کے استقبال کے لئے اپنے بازو دراز کر دیں، اپنے سینے کے در وا کر دیں اور پوری کوشش کریں کہ رمضان کی برکتیں ہر طرف سے آپ کو گھیر لیں اور آپ کے اندر اس طرح داخل ہو جائیں جیسے سورج طلوع ہو جاتا ہے۔**

اب بخاری شریف کی ایک حدیث میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعض صحابہ کو لیلۃ القدر رؤیا میں دکھائی گئی فی السبع الاواخر، آخری سات دنوں میں۔ یعنی اس سال جو خاص لیلۃ القدر کا طلوع انفرادی طور پر لوگوں پہ ہوا کرتا ہے وہ آخری سات دن سے تعلق رکھتا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تائید فرمائی کہ اگر یہ رؤیا ہیں اور تم سب لوگ ان باتوں میں اکٹھے ہو گئے ہو تو پھر تم آخری سات دنوں میں صرف اس کی تلاش کرو۔ اب آپ کے لئے آخری چھ دن باقی ہیں اور اس حدیث کی روشنی میں یہ واقعہ بار بار بھی تو ہو سکتا ہے یعنی اس لئے کہ صاف پتہ چلا کہ لیلۃ القدر جگہ بدلتی رہتی ہے۔ کبھی اکیس کو آ گئی کبھی تئیس کو۔ عام طور پر اکیس، تئیس، پچیس، ستائیس اور انتیس ان راتوں

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

میں آیا کرتی ہے۔ تو ابھی ہمارے پاس کچھ دن باقی ہیں جن میں بعید نہیں کہ اس سال، ان اواخر میں ہی لیلۃ القدر ظاہر ہو۔ پس جن لوگوں نے اس سے پہلے کا رمضان ضائع کر دیا ان کے لئے خوش خبری ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خواب رمضان کے آخری ہفتے پر متفق ہیں اس لئے جو شخص لیلۃ القدر کی تلاش کرنا چاہتا ہے وہ رمضان کے آخری ہفتہ میں کرے۔ عام دستور رسول اللہ ﷺ کا یہ تھا کہ اپنے جاگنے کے ساتھ یعنی آپ کا جاگنا تو ایک اور معنے بھی رکھتا تھا یعنی وہ شعور خدا تعالیٰ کی صفات کا جو نیا سے نیا رسول اللہ ﷺ کو نصیب ہوا کرتا تھا ان معنوں میں آنحضرت ﷺ ہر دفعہ اور بیدار ہوا کرتے تھے اور ہر شب بیداری کے نتیجے میں آپ کا شعور ان معنوں میں بیدار اور بیدار ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا وہ تصور آپ پر نازل ہوتا تھا جو پہلے تصور سے بالاتر تھا۔ ان معنوں میں آپ ہمیشہ ترقی کرتے رہے، ہمیشہ بلند پروازی کرتے رہے۔ ایک دن بھی ایسا نہیں آیا جس میں کوئی بلند پروازی ایک جگہ ٹھہر جائے کہ جو کچھ میں نے پانا تھا پا لیا کیونکہ خدا کی ذات نہیں ٹھہرتی، خدا کی ذات لامتناہی ہے۔ پس جب میں بیداری کی بات کرتا ہوں تو عام انسان کی بیداری کی بات نہیں کرتا۔ غور کیا کریں کس کی بات کر رہا ہوں۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہر شب بیداری آپ کو صفات الٰہیہ کے شعور میں اور بھی زیادہ بیدار کر دیتی تھی۔

پس حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمر ہمت کس لیتے اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور گھر والوں کو جگاتے۔ اب دیکھیں وہی الفاظ ہیں جو بیداری کے لئے میں نے کہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں راتوں کو زندہ کرتے۔ پہلے کب آپ کی راتیں مردہ ہوا کرتی تھیں۔ کوئی ایک رات آپ کی زندگی میں ایسی نہیں تھی جس کو آپ مردہ رات کہہ سکیں۔ لیکن رمضان کے اواخر میں، ہر رمضان میں ان زندہ راتوں کو اور بھی زندہ کرتے تھے اور 'گھر والوں کو جگاتے'۔ اب گھر والوں کو جگانا ایک جسمانی فعل بھی تو ہے اور یہ کیا کرتے تھے۔ **یہ ہم سب پر فرض ہے کہ ان دنوں میں خاص طور پر اپنے اہل و عیال، اپنے بچوں، بیوی وغیرہ کو تعلیم دیں کہ رمضان کے حق ادا کرنے کے لئے جاگا کرو۔** لیکن آنحضرت ﷺ جب گھر والوں کو بیدار کرتے تھے تو میں سمجھتا ہوں رمضان کے معارف کے سلسلے میں ضرور ان کو نئے معارف عطا فرماتے ہونگے۔ اب اس پہلو سے جس طرح رسول اللہ ﷺ راتوں کو زندہ کیا کرتے تھے، اپنے اہل و عیال کی زندگی میں بھی وہ نئی زندگی بھر دیا کرتے تھے۔

ایک حدیث مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۷۵ مطبوعہ بیروت سے لی گئی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عمل کے لحاظ سے ان دس دنوں یعنی آخری عشرہ سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے نزدیک عظمت والے اور محبوب اور کوئی دن نہیں ہیں۔ عمل کے لحاظ سے جو ان دنوں میں برکت ہے ایسے اور کسی عشرے اور کسی اور دن میں برکت نہیں ہے۔ پس مبارک ہو کہ ابھی کچھ دن باقی ہیں اور یہ برکتیں کلیۃً ہمیں وداع کہہ کر چلی نہیں گئیں۔ آپ ان کا استقبال کریں تو آپ کے گھر اتر کر ٹھہر بھی سکتی ہیں اور یہی حقیقی نیکی کا مفہوم ہے۔ نیکی وہ جو آ کر ٹھہر جائے اور پھر رخصت نہ ہو۔

ان ایام میں خصوصیت سے رسول اللہ ﷺ نے جس ذکر الٰہی کی تاکید فرمائی ہے وہ ایک ہے تہلیل۔ تہلیل سے مراد ہے لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰه، دوسرے تکبیر اَللّٰهُ اَكْبَر، اَللّٰهُ اَكْبَر، تیسرے تحمید، اَلْحَمْدُلِلّٰه، اَلْحَمْدُلِلّٰه۔ تو یہ تین سادہ سے ذکر ہیں جو بآسانی ہر شخص کو توفیق ہے کہ ان پر زور ڈالے۔ توفیق اس لئے کہ ان اذکار کا سب کو علم ہے۔ بہت گیا گزرا مسلمان بھی ہو تو وہ یہ تین باتیں ضرور جانتا ہے۔ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰه، اَللّٰهُ اَكْبَر اور اَلْحَمْدُلِلّٰه۔ ہر گلی میں آپ کو جگہ جگہ اَلْحَمْدُلِلّٰه، اَلْحَمْدُلِلّٰه کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ پس یہ وہ تین اذکار ہیں جن کو یاد کرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ سب کو یاد ہیں لیکن یاد نہیں بھی یعنی ان کے معنوں میں ڈوب کر یہ ذکر نہیں کئے جاتے۔

جب حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ ان ایام میں بکثرت یہ ذکر کیا کرو تو مراد ہے کہ کثرت کی وجہ سے شاید دل میں بات اتر بھی جائے۔ جب آپ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰه کا ورد کرتے ہیں تو ہر دوسرے خدا کی نفی کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر زبان سے ذکر ہے مگر دل میں ذکر نہیں ہے اگر دماغ اس ذکر کی پیروی نہیں کر رہا اور آپ کو بتا نہیں رہا کہ جب خدا کے سوا آپ کسی اور معبود کو تسلیم نہیں کرتے تو یہ دنیا کے معبودوں کے کیا جھگڑے بنا رکھے ہیں۔ کیوں بڑے لوگوں کی پیروی کرتے ہو، کیوں رزق کے ان ذرائع کی پیروی کرتے ہو جن کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ رزق پیدا کرنے والا تو وہی ہے لیکن رزق کے قوانین بتانے والا بھی تو وہی ہے کہ کس رزق کو حاصل کرو، کس کو نہ کرو۔ پس لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰه کا ورد ان دنوں میں جب ان معنوں میں ہو تو اللہ تعالیٰ ایک نئی شان سے آپ کے دل پر طلوع ہوگا اور توحید کے ایسے ایسے مضامین آپ پر روشن ہونگے جن کی طرف پہلے کبھی خواب و خیال میں بھی توجہ نہیں گئی۔

پس عام طور پر لوگ ان حدیثوں کو سن کر یہ ورد شروع کر دیتے ہیں لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰه، لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰه ضربیں لگاتے ہیں اپنی طرف سے کہ ہر چوٹ پر ایک نئی معرفت نصیب ہو رہی ہے۔ لیکن ایسے بھی ہیں جو ساری عمر ضربیں لگاتے رہے مگر ان کے دل میں کسی روشنی نے کوئی جگہ نہ پائی۔ **پس اپنی راتوں کو اس طرح زندہ کرو جیسے رسول اللہ ﷺ راتوں کو زندہ کیا کرتے تھے اور باقیوں کی راتیں بھی زندہ کیا کرتے تھے۔** تو جب یہ میں نے ذکر کیا ہے کہ آپ باقی راتوں کو بھی زندہ کیا کرتے تھے تو یہ مراد ہے کہ جو سادہ سے تین ذکر ہیں ان پر بھی اگر آپ غور کریں اور ذکر کرتے وقت اپنے دل میں اتارنے کی کوشش کریں اور یہ غور کریں کہ لَآاِلٰهَ کن معنوں میں ہے تو اتنا عظیم الشان جہان توحید کا آپ پر ظاہر ہوگا کہ آپ نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا کہ توحید کا یہ معنیٰ بھی ہے، یہ معنیٰ بھی ہے، یہ معنیٰ بھی ہے۔ اس میں کسی بیرونی بتانے والے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر شخص اپنی توحید کو خود جانچ سکتا ہے اور ہر شخص کی توحید جانچنے کا مقام الگ الگ ہے کیونکہ توحید میں کوتاہی ہر شخص کی ایک ہی جیسے مضمون میں نہیں ہوا کرتی الگ الگ مضامین میں ہوتی ہے۔ کسی کی توحید پر ایک شخص کے لحاظ سے ایک نقصان کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس کی توحید کو ایک خطرہ ہے اس کے بعض گناہوں سے۔ یعنی وہ توحید اس کے دل میں بچ نہیں سکتی، نافذ نہیں ہو سکتی جب تک وہ خصوصی گناہ جو توحید سے متصادم ہیں وہ دور نہ ہوں۔ اب اس کے متعلق عمومی طور پر بیان کیا ہی نہیں جا سکتا۔ یہ ناممکن ہے کہ مجھے علم ہو کہ ہر دل میں توحید کے خلاف کون سا بت بیٹھا ہوا ہے جس کو توڑنا ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ کی اس نصیحت کو اپنا لیں تو ہر دل کا فیصلہ اپنا ہوگا اور ہر انسان کو بت دکھائی دینے لگیں گے اور جتنی دفعہ آپ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰه کہیں گے ایک نیا بت آپ کے سامنے ظاہر ہوگا جس کا توڑنا آپ پر فرض ہے۔ پس اس سے بہتر اور کوئی ورد نہیں ہو سکتا کہ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰه کا ورد ان معنوں میں کیا جائے۔

دوسرا تکبیر ہے جب اللہ کے سوا کوئی نہ رہا ایک وہی تو ہے تو پھر اس کی عظمتوں اور بڑائیوں میں ڈوب کر دیکھیں کہ آپ نے جو پایا ہے وہ بہت زیادہ پایا ہے اس کی نسبت جو آپ نے کھویا ہے۔ جو کھویا ہے چند چھوٹے بت تھے جو دنیا کی حرصیں تھیں ایک مادہ پرستی کا عالم تھا جس میں آپ زندگی بسر کر رہے تھے۔ اس کو چھوڑا ہے تو کچھ ملا بھی تو ہے۔ جب لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰه کہتے ہیں تو دماغ میں آتا ہے کہ ہم نے چھوڑا نہیں اللہ کو پایا ہے۔ پھر اللہ ہے کیا۔ جب اللہ پر غور کریں گے تو اللہ اکبر دل سے بلند ہوگا۔ اتنا عظیم الشان وجود ہم نے پا لیا اس سے بڑا وجود ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر اچھی بات میں سب سے بڑھ کر، ہر عظمت میں سب سے بڑھ کر ہے، ہر طاقت میں سب سے بڑھ کر ہے۔ غرضیکہ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰه کا سفر آپ کو ایک ورد میں منتقل کر دے گا جو اَللّٰهُ اَكْبَر کا ورد ہے۔

الحمدللہ پھر ان معنوں میں پڑھنی ضروری ہے کہ اسی کا احسان ہے، اسی کی حمد کے ہم گیت گاتے ہیں کہ اس نے ہمیں یہ توفیق بخشی اور اکبر میں جب آپ نے سفر کیا اس کی بڑائی میں، تو یہ محسوس کیا کہ اس کی بڑائی میں حمد کے سوا تھا ہی کچھ نہیں۔ لَآاِلٰهَ نے سُبحَان کا معنیٰ پہلے ہی پیدا کر دیا تھا۔ ہر برائی سے پاک ہے کیونکہ وہی ایک ہے جو ہے اور باقی سب نہیں ہیں۔ جو وجود نہیں ہیں وہ برائیاں ہیں، وہ سائے ہیں، وہ اندھیرے ہیں۔ جو ہے وہ اللہ ہے اور وہ اکبر ہے۔ اس اکبر کی ذات پر جب آپ نے غور کرنا شروع کیا تو یہ بات آپ پر بخوبی روشن ہو جائے گی کہ یہاں اب حمد نہیں۔ پھر الحمد للہ ان معنوں میں بھی آپ کے دل سے اٹھے گا کہ اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے میں نے کیا پایا۔ جو کھونے والی چیزیں تھیں شکر الحمد للہ میں نے ان کو کھو دیا ان کو دل سے نکال کر باہر پھینک دیا۔ اور جو پانے والی ذات تھی اس کو پایا ہے اس پر جتنا بھی میں شکر ادا کروں اتنا کم ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن بہت ہی قابل حمد ہے وہ ذات جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے وہ ذکر ہمیں سکھا دیا ہے جو بظاہر ہمیں معلوم تھا لیکن فی الحقیقت ہم اس سے ناواقف تھے۔

اب مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۶۷ مطبوعہ بیروت کی ایک حدیث جو حضرت ابن عمرؓ ہی سے مروی ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ رمضان میں جو اعتکاف ہوا کرتا تھا **آنحضرت ﷺ کیسے اعتکاف بیٹھتے تھے** وہ کون سی دنیا تھی جس میں ڈوبا کرتے تھے۔ رمضان میں جب تیزی آتی تھی، اجود ہو جاتے تھے وہ کیا قصہ تھا۔ یہاں ایک جھلکی ہمیں نظر آتی ہے اس بناء پر کہ بعض لوگ اعتکاف میں ذرا اونچی تلاوت کرتے تھے اُن کا اونچی تلاوت کرنا ہم پر ہمیشہ کے لئے احسان

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

ہو گیا کیونکہ اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کے دل کا حال، اس کی ایک جھلک دکھائی دی۔ یہ وہ باتیں تھیں جو رسول اللہ ﷺ شاید از خود اپنے متعلق نہ بیان کرتے۔ مگر ان لوگوں نے مسجد میں جو تھوڑا سا ایک قسم کا ہلکا سا شور یعنی وہ بھی شور ایسا جو تلاوت کا شور ہے وہ بلند کیا تو رسول اللہ ﷺ کے اس تخلیہ میں مخل ہو گئے جو آپ کا اور اللہ کا تخلیہ تھا۔ اس لئے مجھے یہ حدیث بہت پیاری لگتی ہے کیونکہ ان لوگوں کی تلاوت کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ان کو نصیحت فرمائی اور اب بھی ہماری مسجدوں میں شاید اس کی ضرورت پیش آئے۔ مگر اصل بات جو ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خلوت کا ایک منظر، ایک جھلکی ہم نے اس حدیث میں دیکھ لی۔

رسول اللہ ﷺ نے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا۔ آپ کے لئے کھجور کی خشک شاخوں کا حجرہ بنادیا گیا۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ رمضان کے دنوں میں مسجد کی Capacity کو آپ لوگ جب جانچتے ہیں اور مجھے لکھتے ہیں کہ اس میں اتنے آدمیوں کی Capacity ہے تو اتنوں کو اعتکاف میں بیٹھنے دیا جائے یہ Capacity کا معیار درست نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا حجرہ ایسا تھا کہ وہاں باقاعدہ ایک خیمہ سا بنایا گیا یعنی ایک جھونپڑی سی بنائی گئی اور ارد گرد کافی دور تک دوسرے لوگ نہیں تھے۔ ان کی عام عبادتیں رسول اللہ ﷺ کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی تھیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے تخلیہ کی حالت ان پر ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ تو وہ مسجد نبوی چونکہ بہت بڑی تھی اس لئے اصل اعتکاف کا حق بڑی مسجد میں ادا ہوتا ہے۔ ایسی مسجد میں جہاں چند عبادت کرنے والے ایک دوسرے سے الگ الگ ہوں، ایک دوسرے کے معاملات میں مخل نہ ہوں اور اصل عبادت کا تو وہی مزہ ہے جو ایسے اعتکاف میں کی جائے مگر ہمارے ہاں بھرنے پر زور ہے۔ اس لئے اس دفعہ خواتین میں خصوصیت سے جن خواتین کے متعلق کسی حکمت کی وجہ سے ہم نے سمجھا کہ ان کو یہاں نہیں بیٹھنا چاہئے، مسجد میں گنجائش ہونے کے باوجود اُن کو جگہ نہیں دی گئی۔ یہ عین سنت نبوی کے مطابق ہے کہ یہ نہیں تھا کہ اگر صحابہ چاہتے تو ساری مسجد معتکفین سے بھر سکتے تھے مگر ایسا نہیں کیا گیا اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اجازت کا کیا نظام جاری تھا مگر کچھ نہ کچھ ضرور نظام جاری ہوگا جس کے تابع بعض لوگوں کو توفیق ملتی تھی اور بعضوں کو نہیں ملتی تھی۔ کھجوروں کا ایک حجرہ سا بنایا گیا، ایک جھونپڑی بنائی گئی۔ ایک رات ایسی آئی آپؐ نے باہر جھانکتے ہوئے فرمایا نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے قراءت بالجہر اس طرح نہ کیا کرو کہ گویا دوسرے بھی سن سکیں۔ تو یہ فرض ہے ہر حجرے والے کا جو اعتکاف بیٹھتا ہے کہ اس کے اندر کی آوازیں باہر نہ جائیں یہاں تک کہ تلاوت بھی باہر نہ جائے۔ حالانکہ تلاوت تو کسی عبادت کرنے والے کی راہ میں حائل نہیں ہونی چاہئے کیونکہ عبادت اور تلاوت در حقیقت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسی آواز میں تلاوت کی آواز بھی باہر نہ جائے کہ دوسرے معتکفین کی راہ میں حائل ہو۔ کیوں ایسا فرمایا۔ ایک راوی بیاضی ہیں جن سے مسند احمد بن حنبل میں یہ روایت مروی ہے اور بیاضی بیاضہ بن عامر کی طرف نسبت تھی، ان کا اصل نام عبداللہ بن جابر تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کی روایت ہے کہ اپنے حجرہ سے باہر دوسروں کی طرف نکل کے آئے یعنی چل کر باہر گئے ہیں۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ فاصلہ ہے بیچ میں۔ جو نماز ادا کر رہے تھے ان کی قراءت کی آوازیں بلند تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نمازی تو اپنے رب ذوالجلال سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے۔

اب یہ راز و نیاز کی راتیں تھیں جو رسول اللہ ﷺ گزارا کرتے تھے اور اس راز و نیاز کا لطف کیا تھا یہ بھی اگلی حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ حدیثیں غلطی سے یہاں ساتھ نہیں رہیں لیکن زبانی میرے ذہن میں جو مضمون ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جو اپنے رب سے راز و نیاز کیا کرتے تھے تو دنیا کے سارے دوسرے پردے اٹھ جایا کرتے تھے اور آپؐ ایسے غرق ہوتے تھے ذکر الٰہی میں اور اس سے ایسی لذت پاتے تھے کہ اس لذت کا بیان ممکن نہیں ہے۔ وہ حدیثیں اس وقت یہاں نہیں ہیں جو میرے ذہن میں ہیں جن کی وجہ سے میں بتا رہا تھا کہ یہ جو فرمایا کہ ایک شخص راز و نیاز میں مصروف ہے اس کے راز و نیاز میں حائل نہ ہو وہ راز و نیاز ایسا تھا کہ اس کے لطف کا کوئی بیان ممکن نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کو اللہ کے ذکر میں اتنا زیادہ مزہ آتا تھا کہ اس مزے کی کیفیت دوسرے الفاظ میں بیان ہو نہیں سکتی۔ عام انسان جب ذکر الٰہی میں لذت پاتا ہے تو بعض دفعہ خود اپنی کیفیت کو دوسرے کے سامنے بیان نہیں کر سکتا۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ سے عشق اور محبت میں جو خلا میسر آیا کرتا تھا وہ کیفیت جیسا کہ میں نے پہلے عرض کر دیا تھا نا ممکن ہے کہ میں بیان کر سکوں، کوئی انسان اسے بیان نہیں کر سکتا۔ ان کیفیات پر رسول اللہ ﷺ کی بعض اور حدیثیں روشنی ڈالتی ہیں مگر اتنا بہر حال یقینی ہے کہ رمضان کی راتوں کے اواخر اور آخری عشرہ میں معتکفین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کا خیال رکھیں کیونکہ وہ جس بات میں مخل ہونگے وہ اللہ اور بندے کے راز و نیاز کی باتیں ہیں اور ایسی راز و نیاز کی باتیں ہیں جن کو وہ خود نہیں کھولنا چاہتا۔

اب ظاہر بات ہے کہ یہ واقعہ نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ یہ نہ کہتے کہ میں تو اللہ سے راز و نیاز میں مصروف ہوں۔ وہ راز و نیاز کی کیفیت ایسی ہے جو بیان سے باہر ہے۔ جن حدیثوں سے ان پر روشنی پڑتی ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک اور لافانی لذت میں ڈوب جاتے تھے، ایسا اس لذت میں غرق ہو جاتے تھے کہ اس سے باہر آنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ یہی دل چاہتا تھا کہ ہمیشہ کے لئے اس لذت میں ڈوب جاؤں۔ فی الرفیق الاعلیٰ کے متعلق جو آپ نے روایت سنی ہے کہ آخری وقت میں فی الرفیق الاعلیٰ کہا کرتے تھے یہ مراد نہیں ہے کہ آخرت میں وہ رفیق نصیب ہونا تھا۔ وہ رفیق جو ہمیشہ ان راتوں میں محمدؐ رسول اللہ پر ظاہر ہوا کرتا تھا، جو آپ کا ساتھی بن جایا کرتا تھا، آپ کے دل میں اتر جایا کرتا تھا، اس میں مزید غرق ہونے کو دل چاہتا تھا۔ فی الرفیق الاعلیٰ ہے، الی الرفیق الاعلیٰ نہیں۔ میں تو اپنے رفیق میں ڈوب جانا چاہتا ہوں۔ یہ وہ کیفیات ہیں جن کو پڑھ کر کم سے کم ایک انسان کے دل میں یہ خیال تو پیدا ہو سکتا ہے کہ میں اس رمضان کے آخری عشرہ میں ویسا ہونے کی کوشش شروع کر دوں۔ اس کوشش میں آپ کا کوئی زیاں نہیں ہے۔ اس کوشش میں ایک ایسی لذت ہے جو اگر آپ کو نصیب ہو گئی تو یہ لذت آپ کو سنبھال لے گی اور سارا سال اس سے باہر نکلنے کا وہم و گمان بھی دل میں نہیں آئے گا۔

آج جو ساری احمدیت کی دنیا میرا پیغام سن رہی ہے اس کثرت سے دنیا میں کبھی کسی پیغام کو لوگوں نے اس طرح اکٹھے نہیں سنا۔ آج ایک عجیب دن طلوع ہوا ہے۔ **ساری کائنات میں ایسا دن تصور میں نہیں آسکتا کہ جب اس کثرت سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے پیغامات کو ساری دنیا ہمہ تن گوش ہو کے سن رہی ہے اور ہر چھوٹا بڑا، ہر طاقتور، ہر کمزور اس نظارے میں شامل ہے۔ لاکھوں ہیں جن تک یہ آواز پہنچ رہی ہے اور اس احترام سے سن رہے ہیں کہ آج کے رمضان کے احترام کی خاطر وہ اس آواز کو بھی احترام سے سننے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ یہ آواز دنیا کو جگا دے گی کیونکہ یہ آواز بظاہر میرے منہ سے نکل رہی ہے مگر فی الحقیقت حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی آواز ہے جو آپؐ ہی کی احادیث کے حوالے سے میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ اس لئے اس آواز کو عظمت دیں کیونکہ محمدؐ رسول اللہ کی آواز تھی جسے میں نے آگے چلایا ہے۔**

میں امید رکھتا ہوں کہ اس کے بعد آپ لوگ فکر کریں گے۔ اس رمضان نے تو گزرنا ہے مگر ایک بات یاد رکھیں کہ آپ کی اور میری ہم سب کی زندگیوں نے بھی گزر جانا ہے۔ سب سے بڑی غفلت موت کے دن کو بھلانے سے ہے۔ رمضان کو تو آپ وداع کہہ دیں گے مگر یاد رکھیں آپ کی جانیں، آپ کی روحیں بھی ایک دن آپ کو وداع کہیں گی۔ اس وقت ایسے حال میں وداع نہ کہیں کہ حسرت سے آپ ان روحوں کو واپس پکڑنے کی کوشش کریں کہ چلو واپس چلتے ہیں اس دنیا میں دوبارہ گزارتے ہیں، نیک کاموں میں صرف کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں وہ آخری دن آئیں کہ فی الرفیق الاعلیٰ کی آوازیں بلند ہو رہی ہوں۔ یہ پیغام ہے جو آنحضرت ﷺ کا پیغام ہے جو میں آپ تک پہنچا رہا ہوں۔ اکثر لوگ بھول جاتے ہیں مرنے کو حالانکہ سب سے زیادہ یقینی چیز مرنا ہے۔ جتنے ہم ہیں سب کے سب نے ضرور مرنا ہے۔ ایک وقت ایسا آئے گا، بستر پر پڑے ہونگے یا قتل ہونگے یا اور ڈوبیں گے، جو بھی صورت ہو گی خدا کے نزدیک لازماً ہم نے مرنا ہے۔ اس لئے زندگی کے چند دن عیش، چند دن کی طغیانیاں، چند دن کی خدا تعالیٰ کی نافرمانیاں یہ کب تک چلیں گی۔ جب مریں گے تو ضرور حسرت سے مریں گے اور دوبارہ یہ زندگی چاہیں گے۔ مگر یہ زندگی دوبارہ نہیں ملے گی۔ یہی زندگی ہے جس کو اگر آپ لیلۃ القدر سے روشن کر لیں تو یہ زندگی پھر اس دنیا میں ہی نہیں اُس دنیا میں بھی ساتھ دے گی۔ اِس دنیا میں جس رفیق کو آپ پائیں گے وہ آپ کو چھوڑے گا نہیں، مرتے وقت اُس کے اور قریب ہونگے اس سے دور نہیں ہٹیں گے۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ رمضان مبارک کے اس پیغام کو آپ بشدت بڑے غور کے ساتھ اپنی

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر

پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

زندگیوں میں جاری کرنے کی کوشش کریں گے۔ اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالہ جات میں نے رکھے ہوئے تھے ان سب کو پورا کرنا تو ممکن نہیں ہے کیونکہ وقت میں دیکھ رہا ہوں صرف تین چار منٹ رہ گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک عظیم الشان نکتہ بیان فرمایا ہے جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے نیکیوں کی تعلیم دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کوشش کرو، یہ جدوجہد کرو اس ذکر میں چھ مہینے کے مسلسل روزے بھی آجاتے ہیں اور دل ڈرتا ہے کہ ہم تو اتنی توفیق بھی نہیں پاتے کہ رمضان کے تیس روزے بھی صحیح رکھ سکیں اور رمضان گزرتا ہے تو تھوڑا سا ایک سکون محسوس کرتے ہیں کہ زندگی اب عام حالتوں کی طرف لوٹے گی۔ تو ان کی بیعت کی ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی، ان کا یہ حال ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی سوچا اور آپ کو جماعت کی اس حالت پر رحم آ گیا اور خود ایک نرمی کی نصیحت فرمائی ہے اور حکمت بیان کی ہے کہ میں کیوں اپنے اوپر اتنی سختی روا رکھتا ہوں یہ بھی منشاء الٰہی کے مطابق تھا اور منشاء الٰہی ہر شخص کی استطاعت کے مطابق ہوا کرتا ہے۔ اسی لئے میں گزشتہ خطبوں میں آپ کو بار بار کہتا رہا ہوں گھبرانا نہیں، گھبرانا نہیں۔ آپ میں استطاعت اتنی نہیں ہے زبردستی بوجھ نہ ڈال لینا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر سے بعینہ یہ بات ثابت ہے۔

فرماتے ہیں حضرت والد صاحب کے زمانے میں ہی جب کہ ان کا زمانہ وفات بہت نزدیک تھا ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ، معمر، پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنتِ اہلِ بیتِ رسالت کو بجا لاؤں۔ سو میں نے کچھ مدت تک التزامِ صوم کو مناسب سمجھا اور اس قسم کے روزے کے عجائبات میں سے جو میرے تجربے میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانے میں میرے پر کھلے۔ نبیوں سے ملاقاتیں ہوئیں، اعلیٰ درجے کے اولیاء سے گفت و شنید ہوئی۔ (یہ میں اپنے الفاظ میں مختصر عبارت بیان کر رہا ہوں)۔ انوارِ روحانی کے ستون تھے جو دل سے اٹھتے تھے اور آسمان سے اتر رہے تھے۔ یہ سارے تجربے بیان کرنے کے بعد حضور فرماتے ہیں، "میرے خیال میں ہے کہ وہ خدا کی محبت سے ترکیب پانے والے ستون تھے" ایسے ستون تھے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت نے میرے دل کی محبت کو قبول فرمایا اور کچھ ستون نیچے سے اٹھ رہے تھے کچھ اوپر سے اتر رہے تھے اور ان کے ملنے سے جو لذت نصیب ہوتی تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ ناممکن ہے کہ اس لذت کو میں بیان کر سکوں۔ اب جو میرا موقف تھا رسول اللہ ﷺ کے دل کی کیفیات کا، اس سے اندازہ کر لیں۔ آنحضرت ﷺ کے دل کی لذتوں کا کیا حال ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کہتے ہیں کہ مجھے ایک بزرگ نے کہا کہ خاندان نبوی کی یہ خصوصیت تھی کہ روزے رکھا کرتے تھے پس تم بھی اپنی توفیق کے مطابق روزے رکھو اور اس روزے کا اجر وہ ستون ہیں جو عشق الٰہی کی محبت کے ستون نیچے سے اٹھتے ہیں اوپر تک جاتے ہیں اوپر سے نیچے اتر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ اس لطف کے بیان کی مجھ میں ہرگز طاقت نہیں ہے۔ یہ وہ راز و نیاز تھا جو اس سے بڑھ کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا خدا اور بندے کے درمیان ایک راز و نیاز چلا کرتا تھا۔

فرماتے ہیں "یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا ان کو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جن کو ان امور سے خبر ملتی ہے"۔ یعنی حسب توفیق تھوڑی تھوڑی خبر عام لوگوں کو بھی مل سکتی ہے۔ "لیکن میں ہر ایک کو یہ صلاح نہیں دیتا کہ ایسا کرے"۔ یہ وہ مضمون ہے جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں اور اب میں کھول رہا ہوں بات کو۔ میں آپ سے کہتا تھا کہ اپنے نفس پر اتنی سختی نہ ڈالیں جو آپ کی طاقت سے بڑھ کر ہو وہ آپ کی طاقتوں کو توڑ دے گی اور اس روحانی سفر کے لائق نہیں رہیں گے۔ یہ اب مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ ملے ہیں "لیکن میں ہر ایک کو یہ صلاح نہیں دیتا کہ ایسا کرے اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا"۔ از خود اپنے لئے کوئی سختی تجویز کرنے کی آپ کو صلاحیت ہی نہیں ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے آپ کی صلاحیتیں کیا ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے ہرگز از خود اپنے لئے اپنی مرضی سے یہ مشقتیں برداشت نہیں کیں "یاد رہے کہ میں نے کشف صریح کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر جسمانی سختی کشی" سختی کو کھینچنا یعنی سختی اٹھانا "سختی کشی کا حصہ آٹھ یا نو ماہ تک لیا اور بھوک اور پیاس کا مزہ چکھا اور پھر اس طریق کو علی الدوام بجالانا چھوڑ دیا اور کبھی کبھی اس کو اختیار بھی کیا"۔ تو علی الدوام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اتنی غیر معمولی سختی برداشت کی ہے یہ حکم الٰہی کے تابع تھی جو آپ کی استطاعت کو جانتا تھا۔ اور اس استطاعت کے نتیجے میں آپ نے وہ روحانی سرور حاصل کئے ہیں جو خدا کی ذات میں مگن ہونے اور ڈوبنے کے نتیجے میں حاصل ہوا کرتے ہیں، جن کو جو لذتوں سے استفادہ کر رہا ہے وہ بھی بیان نہیں کر سکتا۔

پس رسول اللہ ﷺ کا یہ کہنا کہ میرے اور خدا کے راز و نیاز میں حائل نہ ہوں۔ تلاوت جو اتنی پیاری تھی تلاوت بھی اونچی آواز میں نہ کیا کرو میں کسی اور عالم میں پہنچا ہوا ہوتا ہوں اس عالم میں مخل نہ ہوں۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے عالم کی کوئی روحانی سیر بھی کبھی کبھی کر لیا کریں۔ دیکھ لیا کریں کس عالم میں تھے، جھانک لیا کریں ان مواقع پر جن میں آپؐ خود اپنے دل میں جھانکنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆......☆

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

حضور نے فرمایا کہ اس وقت جب میں ان کے خطوط پڑھ رہا تھا مجھے آنحضرت ﷺ کی وہ حدیث یاد آئی جس میں آپ نے ایک ایسے مسافر کا حال بیان فرمایا ہے جو صحرا میں سفر کر رہا ہو اور وہ اونٹنی جس پر اس کا سارا ساز و سامان ہے اس کے آرام کے وقت کہیں کھو جائے اور اٹھ کر دیکھے تو اسے نہ ملے۔ اور جب وہ اس کی تلاش سے قریباً مایوس ہو چکا ہو تو اچانک اسے وہ اونٹنی اپنے ساز و سامان سمیت اس کی طرف آتی دکھائی دے تو جتنی خوشی اس مسافر کو اونٹنی کے ملنے سے ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ خدا تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ سے خوشی ہوتی ہے جو اس سے دور ہوتا ہے مگر پھر توبہ کر کے خدا کی طرف آجاتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا استغناء کے باوجود اپنے بندوں کے لئے ایسا اظہار صاف بتاتا ہے کہ اسے اپنے بندوں سے محبت ہے۔ ہر انسان کو سوچنا چاہئے کہ میرا خدا جو غنی ہے میرے ضائع ہونے پر بھی ایسا ہی دکھ محسوس کرے گا۔ حضور نے فرمایا کہ اس حدیث کے فلسفہ کو سمجھیں۔ اگر اس کو سمجھ لیں گے تو آپ میں سے وہی میرا مددگار ہوگا جس کو بنی نوع انسان سے محبت ہے کیونکہ اس مضمون کا تعلق محبت سے ہے۔ خدا کے تعلق کے ساتھ بندوں سے محبت ان کی کمزوریوں پر آپ کو بے چین کر دیتی ہے۔ اگر آپ کسی شخص کو کھویا ہوا دیکھیں اور دل میں نفرت یا غصہ پیدا ہو یا تحقیر کے خیالات آئیں تو آپ خود متکبر ہیں۔ آپ کو خود پہلے خدا کی طرف لوٹنا ہوگا۔

حضور نے سویڈن کے ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت کو ان سے محبت کی وجہ سے ان کی ضرورت تھی کہ وہ سمجھ لیں کہ نظام جماعت ایک تقدس رکھتا ہے۔ حضور نے فرمایا جو پاک تبدیلیاں وہاں واقع ہوئی ہیں وہ میرے لئے خوشی کا موجب ہیں۔ مگر کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کے جرائم ایسے گھناؤنے ہیں کہ وہ آج کی معافی کے اعلان عام سے مستثنیٰ ہیں اور ان کو ہرگز اجازت نہیں کہ وہ ہماری مسجدوں کو گندا کریں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ وہاں اب نئے نظام کو قائم کیا جا رہا ہے۔ اس میں جو نئی روح قائم ہونی ضروری ہے اس میں محبت کے رشتے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ پہلی ساری کدورتیں دور کر دیں۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے جن میں آپ نے فرمایا ہے کہ انسان کی آرزوؤں اور تمناؤں کے مطابق زندگیاں نہیں ڈھالی جاتیں۔ اگر ایسا ہوتا تو کوئی بھی بے چین نہ رہتا۔ تمام بے چینیاں آرزوؤں کی ناکامی پر گواہ ہیں۔ تمناؤں کا سلسلہ اور ہے اور قضاء و قدر کا سلسلہ اور ہے۔ یہ سادہ سی حقیقت ہے لیکن اسے بھلا دیا جاتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں"۔ حضور نے فرمایا ہر انسان اپنے ان سوانح پر خود اطلاع پا سکتا ہے کیونکہ اسی نے تو وہ سوانح بنائے ہیں۔ مگر ان پر سچائی کے ساتھ نظر ضروری ہے۔ حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں توحید کے بلند مقام کا بھی ذکر فرمایا۔ اور بتایا کہ توحید کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ خدا کی محبت میں اپنے نفس کی اغراض کو درمیان سے اٹھا دیا جائے یعنی جو توحید سے متصادم اغراض ہیں ان کو دور کرے اور اللہ تعالیٰ سے توحید کا تعلق مانگے۔

حضور نے خطبہ کے آخر پر پھر جماعت سویڈن کا ذکر فرمایا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان نیکیوں پر انہیں دوام عطا فرمائے۔

محبت سب کے لئے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ وینکوور کینیڈا (ستمبر ۹۷ء) کے دوران ایک مخلص افریقن احمدی جو معذوری کی وجہ سے وہیل چیئر پر تھے اپنے آقا کی بے پناہ شفقت اور محبت سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ (تصویر بشیر احمد ناصر۔ کینیڈا)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ
کی ایک تحقیق پر مزید کام

(مظفر چوہدری - ربوہ)

اسکردو (بلتستان) میں عیشو کے درخت

حضرت مولانا مفتی محمد صادق صاحبؓ نے اپنی مایہ ناز تصنیف "تحقیق جدید متعلق قبر مسیح" میں اسکردو میں دو ایسے درختوں کا ذکر فرمایا تھا جن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درخت ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

"کشمیر میں ایک دوست نے ذکر کیا کہ اسکردو میں دو پرانے درخت ہیں جو حضرت عیسیٰ کے درخت کہلاتے ہیں"۔ (تحقیق جدید متعلق قبر مسیحؑ اکتوبر ۱۹۳۶ء بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان بار اول)

کافی تگ ودو کے بعد ہمیں سکردو میں ان درختوں کا پتہ مل گیا اور ایک معمر شخص سے ہم نے وہ روایت سنی جو آج کل اسکردو کے علاقے میں رائج ہے۔ اس کے الفاظ یوں تھے۔ (یکم ستمبر ۱۹۹۷ء):

"شگری بالا کے اوپر دو درخت ہیں جن کے نام "عیشو" (یا ایشو) ہیں۔ لوگ ان پر بڑا اعتقاد کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ دو بزرگ دشمن سے بھاگ کر ادھر پہنچے تھے۔ روایت ہے کہ وہ اپنے عصا یہاں چھپا کر گئے تھے جن سے یہ دو درخت نکلے۔ کوئی کہتا ہے کہ دونوں شہید ہو گئے اور کوئی کہتا ہے کہ کہیں اور چلے گئے۔ ایک کا آستانہ شریف گیول میں ہے۔ دوسرا اسکردو شہر میں ہے جس کا نام ہے "سید محمود"۔ اولاد نہ ہو تو آستانوں پر دعا کرتے ہیں۔ پہلے زمانے میں جن عورتوں کی اولاد نہیں ہوتی تھی وہ ان درختوں کے پتے کھاتی تھیں۔ اس قسم کے درخت نہ میں نے بلتستان میں دیکھے ہیں نہ پنجاب میں"۔

(حبیب الله ولد حسن۔ ملازم .P.T.D.C)

یوں ۶۱ برس بعد بالآخر ان درختوں کا سراغ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مل گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پتھر

انہی حبیب اللہ صاحب نے یہ روایت بھی ریکارڈ کرائی:

"سکردو سے چھ میل کے بعد گمبہ تھور گو گاؤں ہے اس میں ایک پتھر ہے جنازے کی طرح۔ اس کے سرہانے پر دریائے سندھ ہے۔ اس کے پاؤں کی طرف آبشار ہے جو بہت بڑی ہے۔ پہلے زمانے کے لوگوں کا یہ اعتقاد تھا کہ یہ حضرت موسیٰؑ کا آستانہ شریف ہے۔ اس کے نزدیک سے کوئی گزرتا تھا تو گھوڑے سے اتر کر (اس کی) عزت کرتا تھا (یعنی تعظیم کی خاطر اترتا تھا۔ ناقل) اور نیا پھل ادھر لا کر بانٹ کر کھاتا تھا۔ بعد میں ایک عالم دین نے اس رسم کو بند کر دیا کہ یہ موسیٰ کا آستانہ ہے لیکن اس کی پوجا کرنا حرام ہے۔ روایت ہے کہ اگر آدمی گھوڑے سے نہ اترتا تو گھوڑا سوار کو گرا دیتا تھا"۔

گویا مانسہرہ کے "موسیٰ کا مصلیٰ" اور کشمیر کے سنگ موسیٰ، قبر موسیٰ، عصائے موسیٰ، آیت موسیٰ، کہنہ موسیٰ اور چین کی کرسی موسیٰ کی طرح تبت خورد (بلتستان) میں بھی سنگ موسیٰ اور اس پر آستانہ موسیٰ موجود ہیں۔

تخت سلیمان

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"ماسوا اس کے دوسرے قرائن بھی صاف بتلا رہے ہیں کہ حقیقت میں یہ لوگ اسرائیلی ہیں۔ مثلاً کوہ سلیمان جو اول افغانوں کا مسکن تھا خود یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اس پہاڑ کا یہ نام اسرائیلی یادگار کے لحاظ سے رکھا گیا ہے"۔ (ایام الصلح صفحہ ۷۲، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۹۹)

میں نے اس ارشاد کی روشنی میں جب تحقیق کی تو سپین سے لے کر کشمیر تک دو درجن کے لگ بھگ پہاڑ اور مقامات حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب پائے اور ان سے منسوب روایات کا مقابلہ تالمودی اور مدراشی روایات سے کیا تو واضح ہو گیا کہ دراصل یہ یہودی اور اسرائیلی یادگاریں ہیں نہ کہ مسلمان یادگاریں۔ بلکہ خود مفسرین نے یہ روایات اسرائیلی کتب اور علماء سے حاصل کی ہیں۔ اور مسلمانوں میں حضرت سلیمان کے تخت اڑانے کے قصے دراصل اسرائیلیوں سے آئے ہیں۔

میرے تلاش کردہ ان مقامات میں سے آخری "تخت سلیمان" اس سفر کے دوران اسکردو سے چالیس پچاس کلومیٹر گلگت روڈ پر پیشو کے علاقے میں طورمک اور ڈمبوداس کے پاس ملا۔

اس کی طرف توجہ مجھے "پرکوٹہ" (مہدی آباد۔ بلتستان) کے چیئرمین کونسل ماسٹر محمد تقی صاحب نے دلائی تھی۔ جو اس علاقے میں ہیڈ ماسٹر رہے ہیں۔ ۱۹۴۲ء کے سروے آف انڈیا آفس کلکتہ کے شائع شدہ اسکردو تحصیل کے نقشے میں بھی اس چوٹی کا نام تحریر ہے اور ۱۸۴۸۰ فٹ اونچائی درج ہے۔ چنانچہ ہم نے مختلف جہات سے اس کی تصاویر حاصل کیں۔

گمشدہ اسرائیلی قبائل کی کسی جگہ جزوی موجودگی کی تحقیق کے لئے میں نے ایک کلیہ تیر بہدف پایا ہے اور وہ یہ کہ اگر کسی جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام دونوں سے منسوب کوئی یادگار ہے تو وہاں بہت قوی امکان ہے کہ کسی اسرائیلی گروہ کے آباد رہنے کے ثبوت ملیں اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کوئی یادگار ملے تو پھر تو یہ حتمی بات ہے۔ چنانچہ یہاں بھی چالیس پچاس کلومیٹر کے اندر اندر یہ تینوں یادگاریں موجود ہیں۔

اور آستانہ موسیٰ سے تو لوگوں نے پہلا پھل صدقہ کرنے کی خالص اسرائیلی رسم بھی وابستہ کر رکھی تھی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں اس اہم تجارتی شاہراہ پر کئی یہودی اور اسرائیلی جماعتیں آباد تھیں جو بعد میں مقامی آبادی میں ضم ہو گئیں۔

☆......☆......☆

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality,

Conveyancing & Employment,

Welfare Benefits, Personal Injury,

Family & Ancillary Proceedings,,

Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

مکتوب آسٹریلیا

یورپ کے خانہ بدوش

(چوہدری خالد سیف اللہ خان۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

خبر آئی ہے کہ چیک ری پبلک اور سلاویکیہ سے ڈیڑھ صد کے قریب خانہ بدوش (Gypsies) پناہ کی غرض سے برطانیہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ حالانکہ ان کو علم ہے کہ ماضی میں سلطنت برطانیہ میں ان پر کیا کیا سختیاں کی جاتی رہی ہیں۔ اور یہ کہ برطانیہ کے امیگریشن قوانین بہت سخت ہیں۔ اور وہاں پر پناہ حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ ایک وقت تھا کہ برطانیہ میں ان کے مردوں کو طرح طرح کی سزائیں دی جاتی تھیں۔ ان کی عورتوں کے چہروں پر جلتی ہوئی لکڑی سے نشان لگائے جاتے تھے اور ان بچوں کو کھلے عام کوڑے مارے جاتے تھے۔ ہنری ہشتم کے زمانہ میں تو اگر کوئی غیر بھی ان خانہ بدوشوں سے میل جول رکھتا تو اس کو بھی بغیر مقدمہ چلائے پھانسی پر لٹکایا جا سکتا تھا۔ یورو پین ان سے خوف بھی بہت کھاتے تھے اور اگر کہیں نظر آ جاتے تو گویا خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگتیں۔ ان کو پہچاننا بہت آسان تھا۔ ان کا رنگ سیاہی مائل ہوتا تھا۔ ان کی عورتیں جادوگرنیاں مشہور تھیں اور لوگوں کو قسمت کا حال بتاتی پھرتی تھیں۔ عام طور پر مشہور تھا کہ یہ لوگ انسانوں کو پکڑ کر کھا جاتے ہیں۔ جنگ عظیم دوم سے قبل بہت سے جپسیز لوہاروں کا کام کرتے تھے اور گھوڑوں کی نعل بندی کرتے تھے۔ کچھ گلیوں میں پھیری لگا کر ٹوٹے برتنوں کی مرمت کرتے اور کچھ ریچھ پال کر ان کا تماشا دکھا کر روٹی کماتے اور بعض درختوں کو گرانے، کاٹنے اور لکڑی فروخت کرنے کا کام کرتے۔ میوزک اور گانا بجانا تو ان کا عام پیشہ تھا۔ ہٹلر نے یہودیوں کے بعد جن کو سب سے زیادہ موت کے گھاٹ اتارا وہ یہی تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ہٹلر نے پانچ لاکھ خانہ بدوشوں کو قتل کیا تھا۔ ہو سکتا ہے اس میں مبالغہ بھی ہو لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ہزاروں کی تعداد میں مارے گئے تھے۔ ۱۹۲۵ء میں لیگ آف نیشنز کی ایک رپورٹ میں ان کی کل تعداد دنیا بھر میں پانچ ملین بیان کی گئی تھی لیکن ۱۹۹۴ء میں یورپ کے خانہ بدوشوں نے اپنی پہلی کانگرس منعقد کی تھی اس میں انہوں نے اپنی کل عالمی تعداد بارہ ملین بتائی تھی جن میں سے چھ ملین آج کل مشرقی یورپ کے مختلف ملکوں میں بستے ہیں۔ یہ لوگ جس ملک میں رہتے ہیں وہاں کی زبان بولتے ہیں لیکن ان کی اپنی علیحدہ زبان بھی ہے جس کا تعلق ہندوستان اور ایران کی زبانوں کے گروپ سے بنتا ہے۔

برصغیر ہندو پاک کے رہنے والے

ان کا اصل وطن کونسا ہے جہاں سے وہ نکلے اور دنیا بھر میں پھیل گئے۔ اس بارہ میں مؤرخین کہتے ہیں کہ دراصل یہ ہندو پاک برصغیر کے رہنے والے تھے۔ ہندوستان میں آریہ قوم وسط ایشیا سے کوئی ڈیڑھ ہزار سال قبل مسیح آنا شروع ہوئی تھی۔ ان کی آمد سے پہلے ہندوستان کے جو اصل باشندے تھے اور جن کو آج کل ہندوستان میں اچھوت کہا جاتا ہے ان میں ایک ناچنے گانے والی ڈوم قوم بھی تھی ان کی عورتیں ڈومنیاں کہلاتی تھیں۔ وہ بھی یہی کام کرتی تھیں۔ عام طور پر مؤرخین کا خیال ہے کہ یورپ کے خانہ بدوش قبائل دراصل ڈوموں میں سے ہیں۔ آج سے ایک ہزار سال قبل تک یہ لوگ ہندوستان کے شمال مغربی حصہ میں رہا کرتے تھے یعنی اس علاقہ میں جسے آج کل پاکستان کہا جاتا ہے۔ ایک ہزار سال پہلے پتہ نہیں کیا افتاد پڑی کہ یہ لوگ وہاں سے ہجرت کر کے ایران چلے گئے۔ لگتا ہے ان کو کسی ملک نے ایک جگہ ٹکنے نہیں دیا چنانچہ وہ ایران سے مشرق وسطی کے ممالک میں پھیل گئے اور پھر وہاں سے مشرقی یورپ کی طرف جا نکلے۔ کہتے ہیں وہ جس ملک سے یورپ میں داخل ہوئے ان کو Little Egypt کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ان کو Gypsy کہا جانے لگا جو دراصل Egyptian کا مخفف ہے۔ ہزاروں نے رومانیہ میں پناہ لی اور ان کی زبان میں اتنے رومانوی الفاظ داخل ہو گئے کہ ان کو اور ان کی زبان کو مغربی یورپ میں رومانی Romany کہا جانے لگا۔ ۱۳۰۰ء تک یہ لوگ یونان تک پہنچ چکے تھے اور پندرھویں صدی کے آغاز تک جرمنی کے شمالی حصہ تک پھیل چکے تھے۔ لوگوں کو اجنبیت کی وجہ سے ان سے ایک طرح کی وحشت تھی اور رنگ و نسل کے اختلاف کی وجہ سے ان کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اپنے آپ کو معزز ظاہر کرنے کے لئے یہ لوگ بڑے بڑے جبے پہنتے جن پر سونے چاندی کی پٹیاں لگی ہوتیں اور یورپ کے عالی نسب رؤساء کا لباس زیب تن کرتے اور اپنی ابتداء کے بارے میں بڑی اونچی اونچی باتیں کرتے۔ شروع شروع میں تو اکثر اہل یورپ نے انہیں خوش آمدید کہا لیکن جب انہوں نے لوگوں کی قسمت کا حال بتاتے اور پیسے مانگتے دیکھا تو ان کے خلاف ہو گئے۔ بعد میں جب امریکہ دریافت ہوا اور یورپ کے لوگ وہاں آباد ہونے لگے تو یہ بھی کافی تعداد میں وہاں آباد ہو گئے۔ اب آہستہ آہستہ یہ خانہ بدوشی کی زندگی چھوڑ کر مختلف ملکوں میں مستقل بنیادوں پر آباد ہونے لگے ہیں لیکن اپنے مخصوص کلچر کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔

رسل و رسائل اور رابطہ میں انقلاب

یوں تو انسان ہمیشہ ہی ہجرت کرتا اور اپنے گھروں کو چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں آباد ہوتا آیا ہے لیکن خدا کی مشیت میں ایک وقت ایسا مقدر تھا جب سفروں کی سہولتیں میسر آنی تھیں اور رسل و رسائل اور رابطہ کی سہولتوں میں ایک انقلاب آنا تھا۔ اور اس وقت انسان کے لئے مقدر تھا کہ وہ کثرت سے باہم خلط ملط کر دئے جائیں گے جس طرح مختلف بوریوں کے دانوں کو باہم ملا دیا جائے۔ چنانچہ فرمایا "واذا النفوس زوجت" (۸۱:۸) یعنی ایک وقت میں انسان باہم ملا دئے جائیں گے۔ چنانچہ جس پیمانے پر مائیگریشن سب دنیا میں آج کے زمانہ میں ہو رہی ہے اور لوگ اپنے آباؤ اجداد کے ممالک کو چھوڑ کر نئی نئی زمینوں میں آباد ہو رہے ہیں ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ امید رکھنی چاہئے کہ خدا کی اس تقدیر سے یہ خانہ بدوش بھی فیض پائیں گے اور ایک ہزار سال تک ملک ملک بھٹکنے کے بعد بالآخر اپنی منزل پا لیں گے۔

یورپ کے خانہ بدوشوں کے واقعات پڑھ کر شدت سے احساس ہوتا ہے کہ وہ لوگ کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں جو دھڑلے سے کسی ملک کو اپنا ملک کہہ سکتے ہیں اور اس ملک کی تعمیر و ترقی میں فعال اور مؤثر کردار ادا کرتے ہیں لیکن وطن سے بے لوث محبت رکھے بغیر ایسا ممکن نہیں اسی لئے وطن کی محبت کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ قومی دھارے سے کٹ کر خاموش تماشائی بنے رہنے والے لوگ آہستہ آہستہ دوسرے درجہ کے شہری بن جاتے ہیں جو گویا بزبان حال کہتے ہیں ۔

محفل ان کی ساقی ان کا
آنکھیں ان کی باقی ان کا

پاکستان کے احمدیوں کی

ممتاز قابل رشک خدمات

(پروفیسر راجہ نصراللہ خان۔ ربوہ)

رحمۃ للعالمین ﷺ کی غلام جماعت احمدیہ مسلمہ ایک عالمگیر جماعت ہے۔ اسے جغرافیائی حدود و قیود میں مقید نہیں کیا جا سکتا۔ اور ہر احمدی خواہ وہ دنیا کے کسی ملک کا باشندہ ہو حسب ارشاد نبویؐ وطن کی محبت اس کے ایمان کا حصہ ہے۔ ایک سچا اور حقیقی احمدی ہمیشہ اپنے وطن کا وفادار اور اس کی ترقی و بہبودی کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ پاکستان بننے کے بعد بعض ایسے ملاؤں اور جماعتوں نے جو قیام پاکستان کی ہی مخالف تھیں احمدیوں کے خلاف سراسر جھوٹ اور افتراء پر مبنی پراپیگنڈہ شروع کر دیا کہ احمدی وطن کے غدار ہیں اور اسی طرح احمدیوں پر بہت سے جھوٹے الزام اور بہتان تراشے گئے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ مکرم پروفیسر راجہ نصراللہ خان صاحب نے ذیل کے مضمون میں پاکستان کے احمدیوں کی حب الوطنی اور ملک کی عظیم خدمات کے بعض اعترافات اکٹھے کئے ہیں جو شکریہ کے ساتھ ہدیہ قارئین ہیں۔ (مدیر)

متحدہ ہندوستان میں ۱۹۴۶ء کے انتخابات کو جو دو قومی نظریہ کی بنیاد پر کرائے گئے اور جن میں ہندوؤں کی کانگرس اور مسلم لیگ میں براہ راست مقابلہ ہوا، تحریک قیام پاکستان کے سلسلہ میں بجا طور پر ایک فیصلہ کن موڑ کہا جا سکتا ہے۔ مذکورہ انتخابات کی اہمیت کے پیش نظر قائداعظم نے بحیثیت صدر مسلم لیگ مسلمانانِ ہند کو مخاطب کر کے فرمایا:

"ہمارے پیش نظر اہم مسئلہ آئندہ انتخابات کا ہے۔ موجودہ حالات میں انتخابات کو خاص اہمیت حاصل ہے ...... ہم رائے دہندگان کی اس امر کے بارے میں رائے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ پاکستان چاہتے ہیں یا ہندو راج کے ماتحت ہی رہنا چاہتے ہیں"۔

(انقلاب ۱۸؍اکتوبر ۱۹۴۵ء)

قائداعظم نے مزید فرمایا:

"مجھے معلوم ہے کہ ہمارے خلاف بعض طاقتیں کام کر رہی ہیں اور کانگرس ارادہ کئے بیٹھی ہے کہ ہماری صفوں کو ان مسلمانوں کی امداد سے پریشان کر دیا جائے جو ہمارے ساتھ نہیں ہیں بلکہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہیں۔ یہ مسلمان ہمارے خلاف مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے کام میں بطور کارندے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ یہ مسلمان سدھائے ہوئے پرندے ہیں۔ یہ صرف شکل و صورت سے ہی مسلمان ہیں...... مگر حق ہمارے ساتھ ہے۔ اگر خدائے عزوجل نے ہماری اعانت کی تو ہم انشاء اللہ کامیاب ہونگے"۔

(انقلاب ۱۸؍ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

قائداعظم کے اس اعلان کے فوراً بعد حضرت مصلح موعودؓ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا ایک فیصلہ کن مضمون بعنوان "آئندہ الیکشنوں کے متعلق جماعت احمدیہ کی پالیسی" جماعت کے صحافتی ترجمان روزنامہ الفضل کی ۲۲؍اکتوبر ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں شائع ہوا جسے تاریخ پاکستان کے مستند اور ابتدائی مؤرخ سید رئیس احمد جعفری نے بھی اپنی کتاب "قائداعظم اور ان کا عہد" میں درج کیا۔ ملاحظہ فرمائیے مذکورہ کتاب کا صفحہ ۴۲۱، ۴۲۲، زیر عنوان "اصحاب قادیان اور پاکستان"۔

جناب موصوف (حضرت مصلح موعودؓ۔ ناقل) اپنی جماعت کے اصحاب کو ہدایت دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "آئندہ انتخابات میں ہر احمدی کو مسلم لیگ کی پالیسی کی تائید کرنی چاہئے تا انتخابات کے بعد مسلم لیگ بلا خوف تردید کانگرس سے کہہ سکے کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے۔ اگر ہم اور دوسری جماعتیں ایسا نہ کریں گی تو مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کمزور ہو جائے گی اور ہندوستان کے آئندہ نظام میں ان کی آواز بے اثر ثابت ہوگی .... پس میں اس اعلان کے ذریعہ تمام صوبہ جات کے احمدیوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اپنی جگہ پر پورے زور اور قوت کے ساتھ آئندہ انتخابات میں مسلم لیگ کی مدد کریں"۔

چنانچہ اپنے پیارے اور محترم امام کی ہدایت کے مطابق جماعت احمدیہ نے شہر شہر اور قریہ قریہ مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا۔ حتی کہ جماعت کے متعدد بزرگ سلسلہ کے شدید مخالف مولانا ظفر علی خان (ایڈیٹر اخبار زمیندار جو کہ مسلم لیگ کے امیدوار تھے) کے حق میں ووٹ ڈالنے کے لئے بٹالہ پہنچے اور مولانا صاحب کو کامیاب کرالیا۔

قیام پاکستان کا مبارک عمل

الحمدللہ کہ آخر قائداعظم کی مخلصانہ اور انتھک مساعی مسلمانان ہند کی ملّی یکجہتی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، المصلح الموعود کی دعاؤں اور جماعت احمدیہ کی بھرپور کوششوں کے نتیجہ میں ۱۴؍اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی آزاد مملکت کا قیام عمل میں آگیا۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ مسلمانان ہند کی تمام مذہبی جماعتوں میں سے فقط جماعت احمدیہ کو ہی یہ توفیق اور امتیاز حاصل ہوا کہ بطور جماعت اس نے تحریک قیام پاکستان میں دل و جان سے حصہ لیا اور ہمیشہ مملکت پاکستان کو اللہ تعالیٰ کا عظیم انعام سمجھا۔ اس کے مقابل پر وہ نام نہاد مذہبی جماعتیں اور شخصیتیں جو تحریک پاکستان کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگانے میں مصروف رہیں اور تقسیم کے بعد پاکستان میں آ بسیں وہ بعد میں بھی وطن عزیز کی بہی خواہ ثابت نہ ہوئیں اور اہل نظر سے یہ بات چھپی بھی نہیں ہوئی۔ اس سلسلہ میں روزنامہ نوائے وقت کے ایک اداریہ کا کچھ حصہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:

"یہ حقیقت ہے کہ اسلامیانِ برصغیر کی نمائندگی کا اعزاز علماء و مشائخ کی کسی جماعت کے بجائے مسلم لیگ کو حاصل ہوا اور بعض بڑے بڑے اصحابِ جبہ و دستار مسلمانوں کے جذبات و احساسات کو سمجھنے سے قاصر رہے.........

گزشتہ سینتالیس سال سے مولانا حسین احمد مدنی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور دیگر مخالفینِ پاکستان کے ساتھیوں اور پیروکاروں نے اس سرزمین کو اسلامی نظام کی تجربہ گاہ بنانے کے جو "کارنامے" انجام دئے ہیں وہ قوم کے سامنے ہیں۔ مذہبی فرقہ واریت اور مسلکی تعصبات کی فراوانی اس سلسلہ کی کڑی ہے......... جو لوگ سینتالیس سال تک ملک کا نمک کھانے کے باوجود بانیانِ پاکستان کی راست فکری اور اصابت رائے کے قائل نہیں ہو سکے ان سے آئندہ کیا امید کی جا سکتی ہے"۔

(اداریہ نوائے وقت۔ ۲۱؍اگست ۱۹۹۴ء)

جماعت احمدیہ کی حب الوطنی ایک قدرتی امر ہے

چونکہ جماعت احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیام پاکستان کے سلسلہ میں تن من دھن سے جدوجہد کی تھی اس لئے پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد اس وطن سے جماعت احمدیہ کی محبت اور خیر خواہی ایک قدرتی اور بدیہی امر ہے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص نے سخت محنت اور لگن اور قربانی سے ایک گھر بنایا ہو اور پھر وہ اس کو نقصان پہنچانے کا خیال بھی دل میں لا سکے؟ وہ اپنے گھر کو گزند پہنچانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ پاکستان بن جانے کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے دلی اطمینان و انبساط کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

"پاکستان کا مسلمانوں کو مل جانا اس لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ اب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سانس لینے کا موقع میسر آگیا ہے اور وہ آزادی کے ساتھ ترقی کی دوڑ میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اب ان کے سامنے ترقی کے اتنے غیر محدود ذرائع ہیں کہ اگر وہ ان کو اختیار کریں تو دنیا کی کوئی قوم ان کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتی اور پاکستان کا مستقبل نہایت ہی شاندار ہو سکتا ہے"۔

(الفضل ۲۳؍ مارچ ۱۹۵۶ء صفحہ ۷، ۸)

پس جماعت احمدیہ کے دل میں پاکستان کی قدر اور خدمت کی سچی لگن ہمیشہ رہی ہے اور جماعت کے مشاہیر نے مختلف میدانوں میں ایسے ایسے قابل رشک اور تابناک کارنامے انجام دئے ہیں جو نہ صرف تاریخ پاکستان کے اوراق پر روز روشن کی طرح ثبت ہیں بلکہ پاکستانی سرحدوں سے پار بیرونی دنیا میں بھی ان کا چرچا اور شہرہ ہے۔

آیئے مختلف شعبوں اور میدانوں مثلاً قانون و سیاست، دفاع وطن، سائنس اور ٹیکنالوجی اور اقتصادیات کے سلسلہ میں جماعت کے چند قابل قدر اور قابل فخر سپوتوں کے کچھ کارناموں کا نظارہ کریں۔

حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان

آپ قانون و سیاست کے میدان کے دھنی اور قائداعظم کے معتمد ترین ساتھی تھے جنہیں قیام پاکستان کے بعد خود قائداعظم نے وطن عزیز کا وزیر خارجہ مقرر فرمایا جو وزیراعظم کے عہدہ کے بعد سب سے وقیع منصب تھا۔

جب پاکستان تشکیل کے عمل سے گزر رہا تھا تو انگریزی حکومت کی طرف سے صوبہ پنجاب (ہرچند کہ یہ مجموعی لحاظ سے مسلم اکثریت کا صوبہ تھا) کی تقسیم کے لئے ایک کمیشن قائم کرنے کا اعلان ہوا۔ اس کمیشن کا سربراہ لندن کے ایک بیرسٹر ریڈکلف کو مقرر کیا گیا۔ قائداعظم نے کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کی وکالت کے لئے چوہدری محمد ظفراللہ خان کا انتخاب کیا۔ چنانچہ جولائی ۱۹۴۷ء میں حضرت چوہدری صاحب نے کمیشن کے سامنے کیس کی ایسی عمدہ پیروی کی کہ بعد میں قائداعظم نے چوہدری صاحب کو کھانے کی دعوت پر بلایا۔ ان سے پرتپاک معانقہ کیا اور فرمایا میں آپ سے بہت خوش ہوں اور آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے بڑی قابلیت اور محنت سے یہ کام سرانجام دیا۔

لگن اور بے نفسی کا عجیب واقعہ:

پاکستان کے ابتدائی خدمت گزاروں نے کن کٹھن حالات میں کس قدر سادگی اور بے غرضی سے اپنے فرائض انجام دئے اس کی ایک جھلک مندرجہ بالا باؤنڈری کمیشن کے سلسلہ میں نظر آتی ہے۔ "نوائے وقت" میں لکھنے والے ایک کہنہ مشق اور معروف مضمون نگار سید سبط الحسن ضیغم اپنے مضمون "تحریک پاکستان قائداعظم کی خطوط نویسی کے حوالے سے" مطبوعہ نوائے وقت میگزین مورخہ ۵؍اکتوبر ۱۹۹۰ء میں رئیس پنجاب سید مراتب علی کے ذکر میں تحریر کرتے ہیں:

"باؤنڈری کمیشن کی سماعت کے دوران میں جب لنچ کا وقت ہوا تو کانگرس والے اپنے وکیلوں کی فوج ظفر موج کو کاروں میں بٹھا کر کسی ہندو سیٹھ کے محل میں لے گئے جہاں ان کی رہائش اور کام و دہن کی آزمائش کا انتظام کیا جا چکا تھا۔ لیکن مسلمان وکیلوں کے لئے مسلم لیگ کوئی انتظام نہ کر پائی تھی جس کی وجہ سے چوہدری محمد ظفراللہ، سید محمد شاہ صاحب اور ٹیم کے دوسرے اراکین بائبل سوسائٹی واقع انارکلی کے سامنے ایک خوانچہ فروش کی ریڑھی کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھڑے ہو کر تناول کرنے میں مصروف تھے۔ اس بات کی بھنک کسی طرح سید مراتب علی مرحوم کو پڑی وہ وہاں پہنچے اور اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ اب تک آپ کے لئے لاہور میں کوئی انتظام نہ ہونا شرمناک بات ہے۔ کوئینز روڈ پر اپنی کوٹھی میں نے خالی کر دی ہے۔ وہاں تین سو افراد کے رہنے، کھانا کھانے ٹھہرنے کا انتظام کیا ہے۔ آپ لوگ وہاں ٹھہر کر مجھے عزت بخشیں۔ اور قومی کام وہیں انجام دیں۔ جب تک یہ سلسلہ چلے گا آپ لوگوں کو وہیں ٹھہرنا ہوگا"۔ (نوائے وقت میگزین ۵؍ اکتوبر ۱۹۹۰ء)

وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی پاکستان دشمنی

افسوس کہ ریڈکلف کی سربراہی میں قائم کردہ باؤنڈری کمیشن محض ایک ڈھونگ ثابت ہوا۔ آخر انگریز وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن جو پاکستان اور قائداعظم کا سخت مخالف تھا اس نے ریڈکلف پر دباؤ ڈال کر سراسر ناانصافی اور بھارت نوازی پر مبنی فیصلہ صادر کرلیا۔ اس سلسلہ میں چند حوالے ملاحظہ ہوں:

الف...... مشہور کشمیری قلمکار کلیم اختر، اپنے مضمون "خان لیاقت علی خان، ان کا سیاسی عہد اور مسئلہ کشمیر" مطبوعہ نوائے وقت میں مندرجہ ذیل حقائق بیان کرتے ہیں:

"برطانوی حکومت کی ہمدردیاں ہندوستان کے ساتھ تھیں۔ لارڈ لوئی ماؤنٹ بیٹن جو ہندوستان میں برطانوی حکومت کے آخری وائسرائے تھے، بھارت کے پہلے گورنر جنرل بن چکے تھے۔ انہوں نے بھارت نوازی میں پنجاب بونڈری کمیشن کے انگریز جج لارڈ ریڈکلف سے سازش کر کے پنجاب بونڈری کمیشن کے فیصلے کو بدلوا لیا تھا۔ اس کمیشن کے ایک رکن لالہ مہر چند مہاجن کے ساتھ مہارانی کشمیر تارا دیوی نے سازباز کرلی تھی اور اسے ریاست جموں و کشمیر کا وزیراعظم بنانے کا وعدہ کیا تھا جو اکتوبر ۱۹۴۷ء میں پورا کر دیا گیا اور یوں بھارت کا ریاست جموں کشمیر سے الحاق کرانے کے لئے پٹھان کوٹ کی وساطت سے راستہ مہیا کر دیا گیا تھا۔ اس سے قبل بھارت اور ریاست کشمیر کے مابین کوئی راستہ نہیں تھا۔ ریاست کو برصغیر سے ملانے کے جو راستے تھے وہ پاکستان کی سمت ہی سے جاتے تھے"۔ (مضمون از کلیم اختر مطبوعہ نوائے وقت ۸؍ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

ب...... پروفیسر کریم بخش نظامانی اپنے مضمون "کشمیر اور انگریز کی مسلم دشمنی" مطبوعہ نوائے وقت مورخہ ۲۰؍فروری ۱۹۹۰ء میں تحریر کرتے ہیں:

"سر ریڈکلف کی انتہائی بدایمانی اور بددیانتی سے مسلم

اکثریت کا ضلع گورداسپور اگر بھارت کے سپرد نہ کیا جاتا تو بھارت کا کشمیر سے کوئی زمینی رابطہ نہ ہوتا اور مسئلہ کشمیر ہی نہ ہوتا"۔

ج...... نوائے وقت کا خاص اداریہ (۹۲-۲-۲۸) بعنوان:

"جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے"

۱۹۴۷ء میں پاکستان اور بھارت کے درمیان بین الاقوامی سرحدوں کا تعین کرنے والے باؤنڈری کمیشن کے سیکرٹری مسٹر کرسٹوفر بیو ماؤنٹ نے اپنے ایک تحریری بیان میں انکشاف کیا کہ آخری وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے باؤنڈری کمیشن کے سربراہ لارڈ ریڈ کلف پر دباؤ ڈال کر ان کے فیصلوں کو آخری مرحلے پر بھارت کے حق میں بدلوا دیا تھا۔ مسٹر بیو ماؤنٹ نے بتایا کہ لارڈ ریڈ کلف نے پنجاب کی تقسیم کا کام مکمل کر لیا تھا جس کے تحت فیروزپور اور زیرہ کی تحصیلیں پاکستان کو دی جا رہی تھیں۔ لیکن لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ریڈ کلف پر زور دیا کہ یہ تحصیلیں ہر حالت میں بھارت کو ملنی چاہئیں کیونکہ اگر فیروزپور کا نہری ہیڈورکس پاکستان کے حصہ میں چلا گیا تو بیکانیر کی ریاست متاثر ہو گی۔ چنانچہ ماؤنٹ بیٹن کے دباؤ میں آکر ریڈ کلف نے آخری لمحات میں اپنا فیصلہ بدل دیا۔ پاکستان شروع سے ہی شکایت کرتا آرہا ہے کہ سرحدوں کے تعین میں اس سے کھلم کھلا زیادتی کی گئی ہے لیکن برطانوی اور بھارتی حلقے پاکستان کے اس الزام کی تردید کرتے رہے ہیں۔ اب باؤنڈری کمیشن کے سیکرٹری نے از خود اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ سرحدوں کے تعین میں بددیانتی کا مظاہرہ کیا گیا اور ماؤنٹ بیٹن کی ملی بھگت سے پاکستان کو نقصان پہنچایا گیا۔ (اداریہ نوائے وقت ۲۸ر فروری ۱۹۹۲ء)

مسئلہ فلسطین اور عالم اسلام کی بے لوث خدمت

قیام پاکستان کے تھوڑا عرصہ بعد ہی اقوام متحدہ میں نمائندگی کے لئے جو پہلا پاکستانی وفد بھیجا گیا اس کا قائد چوہدری محمد ظفر اللہ خان کو خود قائداعظم نے نامزد کیا۔ انہی دنوں مسئلہ فلسطین اقوام عالم میں پیش ہوا۔ حضرت چوہدری صاحب نے اس مسئلہ کے بارہ میں ۹ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کو فلسطینیوں اور عربوں کے حق میں تقریر فرمائی۔ اسے اقوام متحدہ کی چند بہترین تقاریر میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق نوائے وقت نے اپنی ۱۲ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کی اشاعت میں مندرجہ ذیل خبر شائع کی:

"نیویارک (۱۰ر اکتوبر): مجلس اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں سر محمد ظفر اللہ خان، رئیس الوفد پاکستان نے جو تقریر کی وہ ہر لحاظ سے افضل و اعلیٰ تھی۔ آپ تقریباً ۱۱۵ منٹ بولتے رہے...... سر ظفر اللہ خان نے اپنی تقریر میں زیادہ زور تقسیم فلسطین کے خلاف دلائل دینے میں صرف کیا۔ جب آپ تقریر کر رہے تھے تو مسرت و ابتہاج سے عرب نمائندوں کے چہرے تمتما اٹھے۔ تقریر کے خاتمے پر عرب ممالک کے مندوبین نے آپ سے مصافحہ کیا اور ایسی شاندار تقریر کرنے پر مبارکباد پیش کی"۔

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
☆......☆......☆......☆
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

وزیر خارجہ سعودی عرب کا پرخلوص خط

سعودی عرب کے اس وقت کے وزیر خارجہ جو اقوام متحدہ میں اپنے ملک کی نمائندگی کرتے تھے اور بعد میں سعودی عرب کے شاہ فیصل بنے، نے حضرت چوہدری صاحب کی عالم اسلام کی خدمات کے اعتراف میں ۵ر مئی ۱۹۴۸ء کو حضرت چوہدری صاحب کو ایک مکتوب تحریر کیا جس میں لکھا:

"جب سے فلسطین کا مسئلہ اقوام متحدہ کے سامنے پیش ہوا ہے آپ نے جو ہم سے بھرپور تعاون کیا ہے اور ہمارے حق میں جو شاندار مؤقف اختیار کیا ہے اس پر ہم دلی تشکر کا اظہار کرتے ہیں۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ آپ کے اعلیٰ اصولوں نے تمام صحیح الفکر لوگوں میں یہ خواہش پیدا کر دی ہے کہ وہ نہ صرف عربوں کے معاملہ میں بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے حق میں آپ کی کوششوں کا ساتھ دیں"۔ (رسالہ "آتش فشاں" مئی ۱۹۸۱ء)

(واضح رہے کہ متذکرہ بالا مکتوب "میرے پیارے دوست" کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے اور آپ کے "بیحد مخلص فیصل السعود" کے ذاتی دستخطوں پر ختم ہوتا ہے)

جید صحافی م-ش کی دیانتدارانہ رائے

"چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے عربوں کے کیس کی اقوام متحدہ میں جس خلوص، دیانتداری، بلند حوصلگی سے نمائندگی کی اس کا اعتراف تمام عالم اسلام کو ہے۔ میں نے جو کچھ دیانتداری سے سمجھا اسے لکھ دیا"۔

(م-ش کی ڈائری زیر عنوان "سر دوستاں سلامت" مطبوعہ نوائے وقت میگزین ۲۱ر دسمبر ۱۹۹۰ء)

مسئلہ کشمیر کی لاجواب وکالت

جنوری ۱۹۴۸ء میں بھارت مدعی بن کر مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ میں لے گیا لیکن پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے اس مسئلہ پر ایسی فاضلانہ اور مدلل بحث کی کہ بھارت کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ اور کشمیریوں کے حق خودارادیت سے متعلق ایسی ٹھوس قرارداد منظور ہوئی جس کو بنیاد بنا کر آج بھی پاکستان، اہل کشمیر اور تمام انصاف پسند حلقے مسئلہ کشمیر کے حل پر زور دیتے ہیں۔ چند حوالے اس سلسلہ میں ملاحظہ فرمایئے:

(الف)...... پاکستان کے ایک سابق وزیراعظم اور قائداعظم کے قریبی ساتھی چوہدری محمد علی صاحب اپنی ممتاز کتاب "ظہور پاکستان" کے صفحہ ۳۶۰ پر قمطراز ہیں:

"سلامتی کونسل نے ۱۵ر جنوری ۱۹۴۸ء کو ہندوستان کی شکایت اور پاکستان کے جواب کی سماعت شروع کی۔ ظفر اللہ خان نے مقدمہ کی ایسی اعلیٰ وکالت کی کہ سلامتی کونسل کو یقین آگیا کہ مسئلہ کشمیر محض کشمیر کے نام نہاد حملہ آوروں کو نکال دینے کا نہیں (جیسا کہ ہندوستان کا نمائندہ اسے باور کرانا چاہتا تھا) بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات کو منصفانہ اور پرامن اساس پر استوار کیا جائے اور تنازعہ کشمیر کو ریاست کے عوام کی مرضی کے مطابق حل کیا جائے"۔

(ب)...... معروف کشمیری مضمون نگار کلیم اختر اپنے مضمون "خان لیاقت علی خان، ان کا سیاسی عہد اور مسئلہ کشمیر" مطبوعہ نوائے وقت ۱۸ر اکتوبر ۱۹۸۸ء میں تحریر کرتے ہیں:

"یہ حقیقت ہے کہ سلامتی کونسل میں بھارت کو شکست ہوئی۔ بھارت کی شکایت یہ تھی کہ پاکستان قبائلیوں اور مجاہدین کی امداد کر رہا ہے اس لئے اسے جارح قرار دیا جائے۔ مگر سلامتی کونسل میں وزیر خارجہ پاکستان نے مسئلہ کشمیر کی تاریخ اور تحریک کو بیان کر کے بھارت کے مؤقف کی دھجیاں اڑا دیں۔ اور سلامتی کونسل نے یہ فیصلہ دیا کہ جموں و کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ کشمیری عوام استصواب رائے عامہ سے کریں گے"۔

(ج)...... (یاد رہے کہ اقوام متحدہ میں وزیر خارجہ پاکستان چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے کشمیر کا مقدمہ کئی بار جیتا اور جب بھی اقوام متحدہ کے فیصلہ کے مطابق کوئی قرارداد منظور ہوئی اس میں کشمیریوں کا پیدائشی حق یعنی رائے شماری کرانے کا ذکر واضح طور پر کیا گیا)۔ برصغیر کے سینئر صحافی م-ش اپنی ڈائری میں زیر عنوان "کوئی تو پرچم لے کر نکلے"، لکھتے ہیں:

"اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کی قرارداد مجریہ ۵ر جنوری ۱۹۴۹ء کے مطابق جس پر روس کے دستخط ہیں اصولی طور پر نہ صرف مقبوضہ ریاست جموں اور کشمیر بلکہ آزاد جموں اور کشمیر کے عوام کا یہ حق محفوظ ہے کہ وہ اپنے مستقبل کا فیصلہ کریں آیا وہ پاکستان سے الحاق چاہتے ہیں یا بھارت سے رشتہ جوڑنا چاہتے ہیں...... افسوس اس امر کا ہے کہ اس وقت پاکستان میں کوئی محمد ظفر اللہ خان موجود نہیں ہے اور تو اور ایوب پراچہ بھی اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ سر محمد ظفر اللہ خان جنہوں نے سیکورٹی کونسل کے سامنے کشمیر کا کیس پیش کیا تھا اور ایوب پراچہ جو ان کے دست راست تھے کشمیر کے معاملہ میں ایک ایک شق سے آگاہ تھے۔ اور انہیں اس مسئلہ کے قانونی، بین الاقوامی، اخلاقی، سیاسی اور ڈپلومائی حقائق کا مکمل علم تھا"۔ (نوائے وقت ۳ر فروری ۱۹۹۰ء)

(د)...... اقوام متحدہ میں کشمیر کا کیس کامیابی کے ساتھ لڑنا اور کشمیریوں کے حق خودارادیت سے متعلق قرارداد پاس کرانا چوہدری صاحب کا ایک ٹھوس، ناقابل انکار اور مستقل نوعیت کا کارنامہ ہے۔

اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ جب ۱۹۹۴ء میں بے نظیر بھٹو کے دور میں مختلف حلقوں کی جانب سے اس امر کا اظہار کیا گیا کہ کشمیر سے متعلق پاکستان جنرل اسمبلی میں ایک نئی قرارداد پیش کرے اور اس کے لئے ابتدائی طور پر عملی کوشش بھی کی گئی تو اس کا ذکر کرتے ہوئے بے نظیر بھٹو کے دور کے وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے یہ بیان دیا:

"سلامتی کونسل کی مضبوط قرارداد کی موجودگی میں واقعی ہمیں جنرل اسمبلی کی کسی قرارداد کی ضرورت نہیں۔ جنرل اسمبلی میں پیش کی جانے والی قرارداد کمزور ترین قرارداد تھی جس کی کوئی اہمیت نہیں ...... سلامتی کونسل کی مضبوط قرارداد پہلے ہی موجود ہے اور سیکرٹری جنرل نے اپنی سالانہ رپورٹ میں اس کا ذکر کیا ہے"۔

(نوائے وقت ۱۸ر نومبر ۱۹۹۴ء صفحہ ۱/۷)

شاندار خراج تحسین کے دو مستند حوالے

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ایک نہایت ہی کامیاب، قابل رشک اور بھرپور زندگی جس کے قدم قدم پر کامیابیاں، سرفرازیاں اور تمکنتیں جلوہ گر دکھائی دیتی ہیں گزار کر آخر ترانوے برس کی عمر میں یکم ستمبر ۱۹۸۵ء کو اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپؓ کی وفات پر ہر طرف سے آپ کو خراج تحسین پیش کیا گیا اور آپ کی بے لوث اور تابناک خدمات کا اعتراف کیا گیا۔ اس موقع پر دو یادگار حوالے پیش کئے جاتے ہیں:

(الف)...... نوائے وقت اپنی ۳ر دسمبر ۱۹۸۵ء کی اشاعت میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان کے "حالات زندگی" کے تحت لکھتا ہے (صفحہ ۱۶):

"آپ ۱۹۳۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر رہے۔ دونوں گول میز کانفرنسوں میں مسلمانان ہند کی نمائندگی اور ان کے حقوق کے لئے تاریخی وکالت کی۔ اقوام متحدہ کے مستقل مندوب کی حیثیت میں چوہدری صاحب نے افریقہ اور عالم اسلام کے ممالک خصوصاً مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک کی گراں بہا خدمات انجام دیں اور آپ کی مخلصانہ وکالت کے نتیجے میں مراکش، الجزائر اور لیبیا کو آزادی اور خود مختاری حاصل ہوئی۔ تیونس، مراکش اور اُردن نے آپ کو اپنے سب سے بڑے نشان اعزاز سے نوازا۔ اقوام متحدہ سے (وفد برائے فلسطین) کی واپسی پر آپ کو حضرت قائداعظم محمد علی جناح نے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کیا۔ آپ اس عہدہ پر سات سال تک فائز رہے"۔

(ب)...... پاکستان ٹی وی کا نشریہ: پاکستان ٹی وی نے یکم ستمبر ۱۹۸۵ء کو رات کے خبرنامے میں حضرت چوہدری صاحب کے متعلق جو خبر نشر کی راقم الحروف کے پاس اس کی ویڈیو ٹیپ محفوظ ہے۔ خبر یوں تھی: "آزادی کے بعد چوہدری صاحب کو پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔ وہ ۱۹۵۴ء تک اس عہدہ پر فائز رہے...... انہیں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا صدر اور بین الاقوامی عدالت انصاف کا صدر منتخب ہونے کا اعزاز بھی حاصل رہا۔ چوہدری صاحب سیاست سے لے کر بین الاقوامی قانون تک اٹھارہ کتابوں کے مصنف تھے۔ صدر مملکت محمد ضیاء الحق نے چوہدری ظفر اللہ خان کی وفات پر ان کی بیٹی کے نام ایک تعزیتی پیغام میں کہا ہے کہ وہ طویل اور ممتاز کیرئیر (Career) کے مالک بزرگ سیاست دان تھے۔ انہوں نے قانون دان کے طور پر بڑی عزت پائی۔ وہ اپنی قانونی فہم و فراست کی وجہ سے معروف حیثیت کے مالک تھے۔ پاکستان کے پہلے وزیرخارجہ کی حیثیت سے انہوں نے کئی بین الاقوامی کانفرنسوں اور اقوام متحدہ میں ملک کی بڑی اچھی نمائندگی کی۔ صدر مملکت نے کہا کہ ان کے انتقال سے ملک ایک ممتاز شہری سے محروم ہو گیا ہے۔ رب کریم سے دعا ہے کہ وہ ان کی روح کو سکون پہنچائے"۔ المختصر ظفر اللہ خان - قائداعظم کا دست راست - عالم پر اپنی دھاک بٹھا کر چلا گیا۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

کوٹھی برائے فروخت
گلریز ہاؤسنگ سکیم نزد اسلام آباد ائرپورٹ (پاکستان)
خواہشمند احباب فوری رابطہ کریں
عبدالشکور گوگا۔ (ہیمبرگ جرمنی)
Tel & Fax: 040-792 7058
GrumBrecht Str 80
21075 Hamburg. Germany

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے

ہم عصر سائنس دان

(دوست محمد شاہد ۔ مؤرخ احمدیت)

مہدی دوراں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مشہور عالم لیکچر "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں یہ انقلاب آفریں نکتہ معرفت بیان فرمایا کہ :

"جس طرح آسمانی پانی کا یہ خاصہ ہے کہ خواہ کسی کنوئیں میں اس کا پانی پڑے یا نہ پڑے وہ اپنی طبعی خاصیت سے تمام کنوؤں کے پانی کو اوپر چڑھا دیتا ہے۔ ایسا ہی جب خدا کا ایک الہام یافتہ دنیا میں ظہور فرماتا ہے خواہ کوئی عقل مند اس کی پیروی کرے یا نہ کرے مگر اس الہام یافتہ کے زمانہ میں خود عقلوں میں ایسی روشنی اور صفائی آجاتی ہے کہ پہلے اس سے موجود نہ تھی۔ لوگ خواہ نخواہ حق کی تلاش کرنا شروع کر دیتے ہیں اور غیب سے ایک حرکت ان کی قوت متفکرہ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ سو یہ تمام عقلی ترقی اور دلی جوش اس الہام یافتہ کے قدم مبارک سے پیدا ہو جاتا ہے اور بالخاصیت زمین کے پانیوں کو اوپر اٹھاتا ہے۔ **جب تم دیکھو کہ مذاہب کی جستجو میں ہر ایک شخص کھڑا ہو گیا ہے اور زمینی پانی کو کچھ اُبال آیا ہے تو اٹھو اور خبردار ہو جاؤ اور یقیناً سمجھو کہ آسمان سے زور کا مینہ برسا ہے اور کسی دل پر الہامی بارش ہو گئی ہے**"۔(روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۰)

حضرت اقدس علیہ السلام نے ازاں بعد اپنی تالیف "ضرورۃ الامام" مطبوعہ ۱۸۹۸ء میں مندرجہ بالا حقیقت پر وجد آفریں انداز میں روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمایا :

"جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے تو ہزارہا انوار اسکے ساتھ آتے ہیں اور آسمان میں ایک صورت انبساطی پیدا ہو جاتی ہے اور انتشار رُوحانیت اور نورانیت ہو کر نیک استعدادیں جاگ اٹھتی ہیں۔ پس جو شخص الہام کی استعداد رکھتا ہے اس کو سلسلہ الہام شروع ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص فکر اور غور کے ذریعہ سے دینی تفقہ کی استعداد رکھتا ہے اس کے تدبر اور سوچنے کی قوت کو زیادہ کیا جاتا ہے۔ اور جس کو عبادات کی طرف رغبت ہو اس کو تعبد اور پرستش میں لذت عطا کی جاتی ہے۔ اور جو شخص غیر قوموں کے ساتھ مباحثات کرتا ہے اس کو استدلال اور اتمام حجت کی طاقت بخشی جاتی ہے۔ اور یہ تمام باتیں درحقیقت اسی انتشار روحانیت کا نتیجہ ہوتا ہے جو امام الزمان کے ساتھ آسمان سے اترتی اور ہر ایک مستعد کے دل پر نازل ہوتی ہے۔ اور یہ ایک عام قانون اور سنت الٰہی ہے جو ہمیں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رہنمائی سے معلوم ہوا اور ذاتی تجارب نے اس کا مشاہدہ کرایا ہے مگر مسیح موعود کے زمانہ کو اس سے بھی بڑھ کر ایک خصوصیت ہے اور وہ یہ کہ پہلے نبیوں کی کتابوں اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے۔ اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے۔ اور یہ سب کچھ مسیح موعود کی روحانیت کا پرتوہ ہوگا۔ جیسا کہ دیوار پر آفتاب کا سایہ پڑتا ہے تو دیوار منور ہو جاتی ہے اور اگر چونہ اور قلعی سے سفید کی گئی ہو تو پھر تو اور بھی چمکتی ہے۔ اور اگر اس میں آئینے نصب کئے گئے ہوں تو ان کی روشنی اس قدر بڑھتی ہے کہ آنکھ کو تاب نہیں رہتی۔ مگر دیوار دعویٰ نہیں کر سکتی کہ یہ سب کچھ ذاتی طور پر مجھ میں ہے۔ کیونکہ سورج کے غروب کے بعد پھر اس روشنی کا نام و نشان نہیں رہتا۔ **پس ایسا ہی تمام الہامی انوار امام الزمان کے انوار کا انعکاس ہوتا ہے**"۔(روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۷۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۱۸۳۵ء تا ۱۹۰۸ء) کی حیات طیبہ کے دوران کس شان سے انتشار انوار و برکات کی جلوہ گری ہوئی؟ اور دینی اور دنیاوی حقائق کے چشمے جاری ہوئے اور ہر علم و فن کے بے شمار ماہر پیدا ہوئے۔ اس کی تفصیل کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ تاہم اگر صرف دنیائے سائنس پر نگاہ ڈالیں تو یہ دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ حضورؑ کے دور میں کثرت سے عظیم الشان سائنس دان ہوئے کہ ان کے تجارب اور ایجادات کے نتیجہ میں دنیا کا نقشہ ہی بدل گیا۔ اس حقیقت کے ثبوت میں بطور نمونہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہم عصر ۴۷ مشہور سائنس دانوں کی فہرست ذیل میں ہدیہ قارئین کی جاتی ہے :

ا۔جوزف لوئی گے لوسک 1850-1778 (J.L.Gay Lussac)
۲۔بیرن جاس جیکب برزیلئس 1848-1779(B.J.J.Berzelius)
۳۔جارج سائمن اوہم 1854-1787(George Simon Ohm)
۴۔مائیکل فرلوڈے 1867-1791(Michael Faraday)
۵۔چارلس لائل 1875-1797(Charles Lyell)
۶۔جوزف ہنری 1878-1797(Joseph Henry)
۷۔فریڈرش ووہلر 1882-1800(Friedrich Wholer)
۸۔لوئی آگاسی 1873-1807(Louis Agassiz)
۹۔چارلس ڈارون 1882-1809(Charles Darwin)
۱۰۔رابرٹ ولہلم بنسن 1899-1811(R.W.Bunsen)
۱۱۔کلاڈ برنارڈ 1878-1813(Claude Bernard)
۱۲۔اگناتس فلپ سیمل وائس 1865-1818 (I.P.Semmelweis)
۱۳۔جیمز پریسکوٹ جول 1889-1818(J.P.Joule)
۱۴۔رڈلف ورشوف 1902-1821(Rudolf Wirchow)
۱۵۔گریگر یوہان مینڈل 1884-1822(J.E.Mendel)
۱۶۔لوئی پاسچر 1895-1822(Louis Pasteur)
۱۷۔لارڈ کیلون 1907-1824(Lord Kelvin)
۱۸۔جوزف لسٹر 1912-1827(Joseph Lister)
۱۹۔جیمز کلرک میکسویل 1879-1831(J.C.Mexwell)
۲۰۔ولہلم میکس ونٹ 1920-1832(W.Max Wundt)
۲۱۔دیمتری آئی وانووچ مینڈلیو 1907-1834(D.I.Mendeleev)
۲۲۔آگست وائسمان 1914-1834(August Weismann)
۲۳۔رابرٹ کوخ 1910-1843(Robert Koch)
۲۴۔ولہم کونریڈ رانجن 1923-1845(W.K.Roentgen)
۲۵۔میکس پلانک 1947-1858(Max Planck)
۲۶۔آئیوان پیٹرووچ پاولوف (1936-1849(I P Pavlov)
۲۷۔انطون ہنری بیکرل 1908-1852(A.H.Becquerel)
۲۸۔البرٹ ابراہام مائیکلسن 1931-1852(A.A.Michelson)
۲۹۔پال اہرلک 1915-1854(Paul Ehrlich)
۳۰۔سر جوزف تھامسن 1940-1856(J.J.Thompson)
۳۱۔کرسچین آئیکمان 1903-1858(Christian Eijkman)
۳۲۔تھامس ہنٹ مورگن 1945-1866(T.H.Morgan)
۳۳۔ماری کیوری 1934-1867(Marie Curie)
۳۴۔رابرٹ اینڈریوز ملیکان 1953-1868(R.A.Millkan)
۳۵۔لارڈ ارنسٹ ردرفورڈ 1937-1871(L.E.Rutherford)
۳۶۔الیکسی کیرل 1944-1873(Alex Carrel)
۳۷۔لی ڈی فورسٹ 1961-1873(Lee De Forest)
۳۸۔سر جیمز ہوپ وڈ جینز 1946-1877(J.P.Jeans)
۳۹۔لیزے مائٹنر 1968-1878(Lise Meinter)
۴۰۔البرٹ آئن سٹائن 1955-1879(Albert Einstein)
۴۱۔الیگزینڈر فلیمنگ 1957-1881(Alexander Fleming)
۴۲۔اروِنگ لینگمور 1962-1885(Irving Laminguir)
۴۳۔نیلز ہنرک ڈیوڈ بوہر 1962-1885(N.H.D.Bohr)
۴۴۔ہنری گوائن جیفریز موزلے 1915-1887(H.G.J.Moseley)
۴۵۔ہرمن جوزف ملر 1967-1890(H.J.Muller)
۴۶۔سر فریڈرک گرانٹ بیٹنگ 1941-1891(F.G.Banting)
۴۷۔سر جیمز چیڈوک 1947-1891(James Chadwick)

یہ فہرست اردو سائنس بورڈ لاہور کی شائع کردہ معرکہ آراء کتاب "دنیا کے عظیم سائنس دان" سے اخذ کی گئی ہے۔ اس میں ان سائنس دانوں کے حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی مبارک زندگی میں آپ کے زمانہ میں اتنی کثرت سے سائنس دانوں کے پیدا ہونے اور اپنی محیر العقول ایجادات سے ساری دنیا کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے پیچھے ایک عظیم الشان خدائی سکیم کار فرما تھی۔ جس کی تفصیل سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی زبان مبارک سے سنئے۔ فرماتے ہیں :

"چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ وہ صورت آپؐ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا **جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے** .... سو آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور آسمان جوش میں ہے کہ اس قدر آسمانی نشان ظاہر کرے کہ اسلام کی فتح کا نقارہ ہر ایک ملک میں اور ہر ایک حصہ دنیا میں بج جائے۔ اے قادر خدا تو جلد وہ دن لا کہ جس فیصلہ کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ظاہر ہو جائے اور دنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے دین اور تیرے رسول کی فتح ہو۔ آمین ثم آمین"۔روحانی خزائن جلد ۲۲ چشمہ معرفت صفحہ ۹۱، ۹۲ و صفحہ ۹۵)

درد جب آنکھ سے اُبلے گا دُہائی دے گا

دِل دُکھے گا تو زمانے کو دکھائی دے گا
درد جب آنکھ سے اُبلے گا دُہائی دے گا

وقت ٹھہرے تو کسی شخص کی پہچان بھی ہو
کون پکڑے گا کِسے کون رہائی دے گا؟

بت تمہیں یاد رہے اور خدا یاد نہیں!
مانگ کر دیکھو ذرا تم کو خدائی دے گا

وقت مجرم جسے ٹھہرائے گا مجرم ہے وہ شخص
اپنے حق میں تو ہر اک شخص صفائی دے گا!

ہم نے سرگوشیاں سن لی ہیں ہوا میں عظمت
نوحۂ وقت کسی کو نہ سنائی دے گا!

(ڈاکٹر فہمیدہ منیر)

واقفات نو کے لئے

گرہستی کی اعلیٰ تعلیم

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : "جہاں تک بچیوں کا تعلق ہے اس سلسلے میں ماں باپ بارہا سوال کرتے ہیں کہ ہم انہیں کیا بنائیں۔ وہ تمام باتیں جو مردوں کے متعلق یا لڑکوں کے متعلق میں نے بیان کی ہیں وہ ان پر اطلاق پاتی ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ انہیں گھر گرہستی کی اعلیٰ تعلیم دینی بہت ضروری ہے اور گھریلو اقتصادیات سکھانا ضروری ہے کیونکہ بعید نہیں کہ وہ بچیاں واقفین کے ساتھ ہی بیاہی جائیں۔ جب میں کہتا ہوں کہ بعید نہیں تو مراد یہ ہے کہ آپ کی دلی خواہش یہی ہونی چاہئے کہ واقفین بچیاں واقفین سے ہی بیاہی جائیں ورنہ غیر واقفین کے ساتھ ان کی زندگی مشکل گزرے گی اور مزاج میں بعض دفعہ ایسی دوری ہو سکتی ہے۔ ایک واقف بچی کا اپنے غیر واقف خاوند کے ساتھ مذہب میں اس کی کم دلچسپی کی وجہ سے گزارہ نہ ہو اور واقفین کے ساتھ شادی کے نتیجے میں بعض دوسرے مسائل اس کو درپیش ہو سکتے ہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ / فروری ۱۹۸۹ء)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ہمراہ ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

کیلنڈر کی آپ بیتی

کیلنڈر ایک ایسی ایجاد ہے جو دنیا کے ہر مذہب میں ایک مرکزی کردار ادا کرتے ہیں- موجودہ زمانے کا کیلنڈر کئی مدارج سے گزر کر موجودہ ترقی یافتہ شکل کو پہنچا ہے- اس بارے میں ایک معلوماتی مضمون محترمہ نبیلہ رفیق فوزی کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۱ر دسمبر ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے- اس وقت دنیا میں عام طور پر تین قسم کے کیلنڈر رائج ہیں :

۱- قمری کیلنڈر : یہ کیلنڈر قدیم ترین تصور کیا جاتا ہے-

۲- شمسی کیلنڈر : یہ مغربی یا عیسائی دنیا کا کیلنڈر کہلاتا ہے-

۳- شمسی و قمری کیلنڈر: یہ چاند کے ساتھ منسلک ہو کر سال کے مختلف اوقات متعین کرتا ہے-

آیئے اب کیلنڈر کی تاریخ پر ایک نظر ڈالیں :

رومن کیلنڈر : رومن تہذیب دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں سے ایک ہے- قدیم رومن کیلنڈر دس قمری مہینوں پر مشتمل تھا اور اس کے ۲۹۵ دن شمار کئے جاتے تھے- سال کا پہلا مہینہ مارچ تھا- ہر مہینہ میں دنوں کی تعداد ۲۹ یا ۳۰ تھی-

جولین کیلنڈر: عالمی تعین اوقات سے ۴۶ سال قبل ایک رومی بادشاہ جولیس سیزر نے پرانے کیلنڈر میں اصلاح کی اور قمری مہینوں کے انداز کو ترک کر کے مہینوں کو شمسی انداز میں ترتیب دیا- یہ سال جنوری سے شروع ہوتا تھا اور سال میں ۳۶۵ء۲۵ دن ہوتے تھے- ہر چوتھا سال لیپ کا سال تھا- مہینہ کے دنوں کی تعداد ۳۰ یا ۳۱ تھی- کہا جاتا ہے کہ جولیس نے اپنے نام کے مہینے جولائی کو نمایاں کرنے کے لئے فروری سے ایک دن نکال کر جولائی میں شامل کر لیا اور جب شاہ آگسٹس تخت پر بیٹھا تو اس نے بھی اپنے نام کے مہینے کو ممتاز کرنے کے لئے فروری سے ایک دن نکال کر اگست میں شامل کر لیا اور اس طرح فروری کے ۲۸ دن باقی رہ گئے-

عیسائی کیلنڈر: اگرچہ یہ کیلنڈر عملاً رومی یا جولین کیلنڈر ہی ہے لیکن وقت کا حسابی آغاز روم کی بنیاد کے دن کی بجائے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے دن سے کیا گیا ہے- اگرچہ یہ بھی دلچسپ بات ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے یوم پیدائش اور سال کا صحیح تعین بھی ابھی تک پورے طور پر نہیں ہو سکا- کیلنڈر کا آغاز محض ایک متعین دن اور سال سے ہوتا ہے- اس میں عیسائیوں نے قدیم اسرائیلی سات دنوں کا ہفتہ برقرار رکھا مگر سبت کے دن کی بجائے رومی روایات کے مطابق اتوار کے دن کو تعطیل قرار دے کر مذہبی تقدس کا درجہ دے دیا-

گریگورین کیلنڈر: جولین کیلنڈر اپنی تعین اوقات کے لحاظ سے پورا نہ ٹھہرتا تھا اور ہر سال گزرے ہوئے وقت میں ۱۱ منٹ ۱۴ سیکنڈز کا اضافہ ہو رہا تھا- چنانچہ ہر ۱۲۸ سال کے بعد وقت ایک دن آگے ہو جاتا اور اس طرح ۱۵۸۲ء میں وقت رائج تاریخ سے پورے دس دن آگے نکل گیا- چنانچہ پوپ گریگوری ہشتم نے جولین کیلنڈر میں سے دس دن کم کر دیئے یعنی ۴ر اکتوبر ۱۵۸۲ء کی تاریخ ۱۵ر اکتوبر ۱۵۸۲ء قرار پائی- اگرچہ اس میں بھی ہر چوتھا سال لیپ کا سال ہی رہا لیکن صدی کا سال وہی لیپ کا سال کہلاتا جو ۴۰۰ پر تقسیم ہوتا- دنیا کے ممالک نے اس کیلنڈر کو بتدریج قبول کیا- حتیٰ کہ ناروے میں اس کیلنڈر کا اجراء ۱۷۰۰ء میں ہوا جب دونوں کیلنڈروں کا فرق ۱۳ دنوں کا ہو چکا تھا- بعض ممالک میں یہ کیلنڈر انیسویں صدی میں رائج ہوا-

چینی کیلنڈر: یہ دنیا کا سب سے پرانا شمسی و قمری کیلنڈر بیان کیا جاتا ہے- ۴۰۰۰ سال پہلے ان کا سال ۱۲ ماہ کا تھا اور ہر مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دنوں پر مشتمل تھا جبکہ لیپ کا سال ۲۴۵ سال بعد آتا تھا- نیا سال عیسوی کیلنڈر کے حساب سے ۲۱ر جنوری اور ۲۰ر فروری کے مابین شروع ہوتا- کیلنڈر کا ایک سرکل ۱۲ سال پر مشتمل ہے اور ہر سرکل کا نام ایک جانور کے نام پر رکھا گیا ہے-

ایرانی کیلنڈر: چونکہ ایران میں قدیم سے زرتشتی مذہب رائج تھا اس لئے ایرانی کیلنڈر بھی زرتشتی مذہب کے تحت ہی جاری کیا گیا- جب مسلمانوں نے آٹھویں صدی میں ایران فتح کیا تو ایرانی کیلنڈر میں اسلامی کیلنڈر کے مطابق کچھ تبدیلیاں کی گئیں-

بدھ کیلنڈر: ابتدا میں بدھ مت نے ہندوؤں کا روایتی کیلنڈر استعمال کیا لیکن جیسے جیسے وہ دنیا میں پھیلتے گئے انہوں نے دوسرے کیلنڈر بھی استعمال کرنے شروع کر دیئے- اس کیلنڈر کے مطابق ہر ماہ میں چار دن مقدس ہوتے ہیں یعنی ہر ہفتے میں ایک دن- اور یہ دن روزے کا دن بھی کہلاتا ہے-

یہودی کیلنڈر: یہودی شمسی و قمری کیلنڈر استعمال کرتے ہیں اور مذہبی تہوار ہر سال مخصوص تاریخوں میں ہی منائے جاتے ہیں- نئے سال کا آغاز موسمی سال کے ساتویں چاند کی پہلی تاریخ کو ہوتا ہے اور یہ مہینہ تشری کہلاتا ہے مگر مہینوں میں پہلا مہینہ نسان ہی بنتا ہے- یہودی کیلنڈر میں ہی سب سے پہلے سات دنوں میں ایک دن آرام کا بھی رکھا گیا-

ہندو کیلنڈر: یہ کیلنڈر ۱۲ مہینوں کا اور ہر مہینہ ۳۰ دنوں کا ہوتا ہے- ہر تیسرا سال لیپ کا کہلاتا ہے جس میں ایک مہینہ زائد شمار کیا جاتا ہے- ہندوستان میں چونکہ بہت سے مذاہب پائے جاتے ہیں اس لئے قدیم سے ہی یہاں کئی کیلنڈر مستعمل تھے مگر ۱۹۵۷ء میں حکومت نے مغربی کیلنڈر کو سرکاری کیلنڈر کا درجہ دے دیا-

اسلامی کیلنڈر: یہ قمری کیلنڈر ہے جو نئے چاند کے ساتھ شروع ہوتا ہے اور اس میں کوئی لیپ کا سال نہیں ہوتا- ہر ہفتے میں جمعہ کا دن مقدس ہوتا ہے اور جمعہ کے دن کے علاوہ کسی اور دن کا کوئی نام نہیں ہوتا- کیلنڈر کا اجراء آنحضرت ﷺ کے مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کے وقت سے کیا گیا ہے اس لئے یہ ہجری کیلنڈر بھی کہلاتا ہے-

نوٹ : سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ہجری قمری کیلنڈر کی طرز پر ایک ہجری شمسی کیلنڈر بھی جاری فرمایا جس کے مہینوں کے نام شمسی مہینوں میں ہونے والے اہم اسلامی واقعات کی روشنی میں رکھے گئے ہیں-

-......☆......☆......☆......-

محترم کوسو کجیرا صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲ر دسمبر ۹۷ء میں مکرم مرزا محمد اقبال صاحب ایک مخلص گیمبین احمدی محترم کوسو کجیرا صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ مرحوم بڑے مخلص اور فدائی احمدی تھے جن کے ذریعے جارج ٹاؤن کی جماعت میں یکجہتی اور اتحاد کی روح قائم ہوئی- جب ان کا ایک بیٹا وفات پا گیا تو آپ نے نہایت جرأت سے اعلان کیا کہ چونکہ وہ احمدی ہیں اس لئے جنازہ صرف احمدی مربی ہی پڑھائے گا جس کی مرضی ہو وہ شامل ہو جائے- چنانچہ محض چند افراد ہی جنازے میں شامل ہوئے لیکن ان کی اس ثابت قدمی کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ احمدی جو پہلے غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرتے تھے وہ اب نماز کے لئے احمدیہ مسجد میں آنے لگے- محترم کجیرا صاحب باوجود ۲ میل کے فاصلہ پر رہنے کے فجر اور مغرب وعشاء کی نمازوں کے لئے باقاعدگی سے تشریف لایا کرتے اور دیہات میں جا کر ترجمانی کے فرائض بھی انجام دیا کرتے-

-......☆......☆......☆......-

احمدی مائیں

محترمہ عزیز بی بی صاحبہ

مکرم عبدالسمیع حسنی صاحب ایڈووکیٹ اپنی والدہ محترمہ عزیز بی بی صاحبہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۸ر دسمبر ۹۷ء میں رقمطراز ہیں کہ آپ بچپن میں ہی یتیم ہو گئیں- ۱۹۲۰ء میں اپنے خاوند کے ہمراہ بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کی سعادت پائی اور اس طرح آپکے ذریعے آپکے خاندان میں احمدیت داخل ہوئی- جلد ہی وصیت کرنے کی بھی توفیق پائی- آپ کے ذریعے ہی آپکے علاقے میں لجنہ کا قیام عمل میں آیا- گو آپ نے کسی مدرسہ میں تعلیم نہ پائی تھی لیکن گھر میں ہی ابتدائی اردو کی کتب پڑھیں اور قرآن کریم پڑھنا سیکھا- ہر تحریک میں حصہ لیتیں- مسجد الفضل لندن کی تعمیر کیلئے کانوں کی بالیاں پیش کر دیں- مقامی مسجد کی تعمیر سے قبل سالہاسال تک آپکے گھر پر ہی نمازیں اور جماعتی تقریبات منعقد ہوتی تھیں- ۴۳ء میں آپکے ایک ذہین اور خوبصورت بیٹے کی ۱۷ برس کی عمر میں وفات ہو گئی اور ۴۵ء میں ایک اور بیٹے جو بی- اے تھے اور محکمہ انہار میں ملازم تھے صرف ۳۲ سال کی عمر میں وفات پا گئے- ان مواقع پر محترمہ عزیز بی بی صاحبہ نے اعلیٰ درجہ کے صبر کا مظاہرہ کیا لیکن اس کے بعد جلد ہی ۲ر دسمبر ۴۵ء کو ۵۲ سال کی عمر میں وفات پا گئیں-

محترمہ ہاجرہ بی بی صاحبہ

محترمہ ہاجرہ بی بی صاحبہ ایک مخلص احمدی اور نڈر داعی الی اللہ محترم صوبیدار محمد خان صاحب آف دوالمیال کی اہلیہ تھیں- آپ کے بیٹے مکرم ریاض احمد ملک صاحب کے قلم سے آپ کا ذکر خیر روزنامہ "الفضل" ۱۸ر نومبر ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے-

محترمہ ہاجرہ بی بی صاحبہ کا علاقہ مشرکانہ رسوم ورواج کا دلدادہ تھا اور چونکہ آپ کو جوڑوں کے پرانے درد تھے اس لئے عورتیں آپ کو کہتی تھیں کہ فلاں خانقاہ پر سلام مانو تو درد جاتے رہیں گے لیکن آپ کا ہمیشہ ایک ہی جواب ہوتا کہ میں خدا کو مانوں گی جو میری شہ رگ سے بھی قریب ہے...... آپ کہا کرتی تھیں کہ احمدیت کے حصار میں آنے سے میں شرک کے گناہ سے تو محفوظ ہو گئی ہوں- آپ سارا سال دیگر چندے ادا کرتے وقت کچھ رقم علیحدہ رکھ لیا کرتی تھیں جو پہلے قادیان اور پھر ربوہ جلسہ سالانہ پر جانے کے لئے استعمال میں آتی تھی- باوجود ان پڑھ ہونے کے جلسہ سالانہ سے واپسی پر آپ سلسلہ کی کئی کتب خرید کر لاتیں اور اپنی بیٹی سے پڑھوا کر سنا کرتیں- جماعتی تقریبات میں ذوق سے شامل ہوتیں- عسر و یسر میں شکر گزار اور سخی تھیں- خیرات کے عجیب رنگ تھے کہ فصل تیار ہوتی تو غرباء کا حصہ علیحدہ نکالتیں- باجرہ اس لئے سنبھالا جاتا تاکہ پرندوں کو ڈالا جایا کرے اور پرندے بھی اتنے مانوس تھے کہ آپ کے ہاتھوں پر بیٹھ کر دانہ کھاتے تھے- روزانہ رات کو سوالیوں کے لئے روٹی زائد پکاتیں حتیٰ کہ گلیوں کے کتوں کے لئے بھی صبح شام روٹی پکاتیں- محلے کے سفید پوشوں کا خاص خیال رکھتی تھیں- اپنی ہمدردی کی عادت کی وجہ سے ہردلعزیز تھیں- ۲۴ر جولائی ۸۲ء کو آپ کی وفات ہوئی-

-......☆......☆......☆......-

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸ر دسمبر کی زینت محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کی ایک نظم "زندگی اور تم" سے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں :

سیکھے ہیں تجھ سے کتنے قرینے وفاؤں کے؟
آنے لگے ہیں زندگی کرنے کے رنگ ڈھنگ
کتنے سبق سکھائے تری بات بات نے؟
دل میں ابھر کے رہ گئی جینے کی اک امنگ
بڑھنے کی اک لگن ہو کہ جینے کا ولولہ؟
ملتی ہے تیری باتوں سے ایسی کوئی ترنگ
دنیا بسنت میلہ ہے دو دن کی چاندنی
تم چاندنی کا نور امنگوں بھری پتنگ

-......☆......☆......☆......-

محترم عبدالرحمٰن شاکر صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۵ر نومبر ۹۷ء میں مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب نے اپنے مضمون میں محترم عبدالرحمٰن شاکر صاحب کا ذکر خیر کیا ہے- مرحوم ۱۸ر نومبر ۱۹۰۷ء کو قادیان میں پیدا ہوئے- پیدائش کے وقت آپ کا نام عزیز احمد رکھا گیا لیکن مسلسل بیمار رہنے کے باعث آپکی والدہ آپ کو لے کر حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور دعا کی درخواست کی- حضورؑ نے بچے کا نام دریافت کر کے ارشاد فرمایا کہ اس کا نام تبدیل کر دو اور خود ہی عبدالرحمٰن نام تجویز فرمایا اور اپنی گود میں بٹھا کر دعا کی-

محترم شاکر صاحب گو میٹرک تک تعلیم یافتہ تھے لیکن کثرت مطالعہ سے اتنی استعداد حاصل کر لی تھی کہ انگریزی زبان میں اعلیٰ پایہ کے مضامین ضبط تحریر میں لاتے رہے اور ترجمہ کرنے کی قابل رشک صلاحیت کے مالک تھے- آخری عمر تک علمی تحقیق میں مصروف رہے- ملکہ وکٹوریہ کے بارے میں آپ کی ایک تحقیق کا یہ نتیجہ حضرت مصلح موعودؓ نے درست قرار دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو مکتوب ملکہ کو تحریر فرمایا تھا وہ تو ان تک نہیں پہنچا لیکن اس مکتوب کا مقصد اللہ تعالیٰ نے دیگر ذرائع سے پورا فرما دیا اور ملکہ اسلام کی قدردان اور فارسی دان تھیں-

محترم شاکر صاحب نے تمام عمر صدر انجمن احمدیہ کی خدمات میں بسر کی اور ہمیشہ صبر و شکر کو شیوہ بنائے رکھا- آپ فرمایا کرتے تھے کہ شاکر میرا تخلص نہیں بلکہ نام کا لاحقہ ہے- ۲۴ر ستمبر ۹۷ء کی شب بعمر ۹۰ سال آپکی وفات پائی-

-......☆......☆......☆......-

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

13/03/98 - 19/03/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or Fax +44 181 874 8344

Friday 13th March 1998 — 13 Zeqad

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 23 (R)
01.05 Liqaa Ma'al Arab - Session 191,
02.00 Quiz Programme - History of Ahmadiyyat, Part 31
02.30 Duree sameen Correct pronounciation of Nazm
03.20 Urdu Class - Lesson 197, (R) Rec.11/08/96
04.00 Learning Dutch - Lesson 9 pt2
04.50 Homoeopathy Class with Huzoor - Lesson 108 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 23 (R)
07.00 Pushto Programme - "Hadhrat Masih-e-Maud ka Ishq-e-Rasool"
08.00 M.T.A Variety, Celebration of the 100 years of the Philosophy of the teachings of Islam
09.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 191,
10.00 Urdu Class - Lesson 197, Rec.11/08/96 (R)
11.00 Computers for Everyone p50
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.30 Darood Shareef and Nazm
13.00 Friday Sermon, Live
14.05 Bengali Programme - Quiz contest,Episode2
14.30 Rencontre Avec Les Francophones
15.30 Friday Sermon ,13.03.98 (R)
17.00 Liqaa Ma'al Arab - Rec 10.03.98
18.15 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class - (New) Rec. 11/03/98
19.30 German Service: 1)Nazm 2) Kindersdung mit Amir sb.
20.30 Children's class no.67 part2
21.00 Medical Matters
21.45 Friday Sermon 13/03/98 (R)
22.45 Rencontre Avec Les Francophones

Saturday 14th March 1998 — 14 Zeqad

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor - Class 67, Part 2
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (New) Rec.10/03/98
02.00 Friday Sermon 13/03/98 (R)
03.00 Urdu Class Rec.11/03/98
04.05 Computers For Everyone -Part 50 (R)
04.50 Rencontre Avec Les Francophones -
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor, Class 67, Part 2
07.00 Saraiki Programme - Friday Sermon
08.00 Medical Matters
08.45 Liqaa Ma'al Arab Rec.10/03/98
10.00 Urdu Class Rec.11/03/98
11.10 Documentary - "Funqada"
12.00 Tilawat, News
12.30 Learning Swedish - Lesson 7
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme Reminding our goals by Ameer sb.
15.00 Children's Mulaqat with Huzoor- Rec 14.03.98
16.00 Liqaa Ma'al Arab - Rec.11/03/98
17.00 Arabic programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class - New Rec.13/03/98
19.30 German Service: 1) M.T.A Variete 2) Der Discussionskreis
20.30 Aap Ka Khat Mila
21.00 Question & Answer Session, Held at Mahmood Hall, Rec.09/09/95
22.15 Children's Mulaqat with Huzoor - New Rec.14/03/98 (R)
23.25 Learning Swedish - Lesson 7

Sunday 15th March 1998 — 15 Zeqad

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.30 Children's Corner: Quiz
01.00 Liqaa Ma'al Arab - 11.03.98(R)
02.00 Canadian Horizons - Meet our Friends
03.00 Urdu Class - New Rec.13/03/98
04.00 Learning Swedish - Lesson 7(R)
05.00 Children's Mulaqat with Huzoor - Rec 14.03.98 (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.30 Children's Corner: Quiz No.4
07.00 Friday Sermon - 13.03.98 (R)
08.05 Question & Answer Session, Held at Mahmood Hall, Rec.09/09/95
09.00 Liqaa Ma'al Arab - 11.03.98(R)
10.0 Urdu Class - Rec.13/03/98 (R)
11.00 Aap ka khat mila
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese Lesson no.69
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme - 1) Memories of Qadian by Lajna
15.00 Mulaqat with Huzoor with English speaking friends (New)
16.00 Liqaa Ma'al Arab - Rec. 12/03/98 New
17.00 African Programme Q & A session with Huzoor Rec.19/02/88
18.05 Tilawat ,Seerat un Nabi
18.30 Urdu Class -Rec.14/03/98 New
19.30 German Service: 1) Quran Klasse 2) Physik - Liebig Haus
20.30 Children's Corner - Children's workshop no.3
20.50 Quiz programme
22.00 Dars-ul-Quran (No.7) 1997 By Huzoor- Fazl Mosque , London
23.25 Learning Chinese Lesson no.71

Monday 16th March 1998 — 16 Zeqad

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner: Children's workshop no.3
01.00 Liqaa Ma'al Arab Rec.12/03/98
02.00 M.T.A U.S.A production Seekers of truth
03.00 Urdu Class Rec.14/03/98
04.00 Learning Chinese Lesson no.71
05.00 Mulaqat With Huzoor with English Speaking Friends(R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30 Children's Corner - Children's workshop no.3
07.15 Dars-ul-Quran (No. 7) 1997 By Huzoor, Fazl Mosque, London
08.30 Quiz Programme
09.00 Liqaa Ma'al Arab- Rec. 12.03.98(R)
10.00 Urdu Class Rec.14/03/98 (R)
11.00 Sports: Volley ball, Umar club vs Tahir club
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Norwegian - Lesson 47
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme - Discussion on Holy Ramadhan, Address of national Ameer sb.
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 109
16.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 192, Rec. 07/08/96
17.00 Turkish Programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class - Lesson 198, Rec.16/08/96
19.30 German Service
20.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 67, Part 3
21.00 Speech by Hafiz Muzaffar Ahmad
21.30 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.00 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 109 (R)
23.25 Learning Norwegian - Lesson 47

Tuesday 17th March 1998 — 17 Zeqad

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 67, Part 3(R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 192 Rec. 17.08.96 (R)
02.00 Sports: Volley ball Umar club vs Tahir club
03.20 Urdu Class Lesson 198, Rec.16/08/98
04.00 Learning Norwegian - Lesson 47
05.00 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 109 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor Class 67, Part3
07.00 Pushto Programme - Friday Sermon
08.00 Islamic Teachings
09.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 192, Rec. 17.08.96 (R)
10.00 Urdu Class - Lesson 198, Rec. 16.08.96 (R)
11.00 Medical Matters: Host Dr. Sultan Ahmad Mubashir Guest: Dr. Latif Ahmad Qureshi
12.05 Tilawat, News
12.30 French Programme Revue de press No.3
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme - 1) Significance and blessings of Ramadhan
15.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (N)
16.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 193, Rec. 08/08/97
17.00 Norwegian Programme
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
18.30 Urdu Class - Lesson 199, Rec.17/08/96
19.30 German Service
20.30 Children's Corner :Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 24
20.50 M.T.A Variety by Laiq Ahmad Tahir
21.30 Around The Globe - Hamari Kaenat No.115
22.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
23.00 Hikayat-e-Shereen (N)
23.25 French Programme

Wednesday 18th March 1998 — 18 Zeqad

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.30 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No 24 (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab No.193- Rec. 08/08/96 (R)
02.00 Medical Matters: Host : Dr. Sultan Ahmad Mubashir Guest: Dr. Latif Ahmad Qureshi (R)
03.00 Urdu Class No.199 Rec.17/08/96 (R)
04.00 French Programme Revue de press no.8
04.30 Hikayat-e-Shereen (R)
05.00 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.30 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No 24 (R)
07.00 Swahili Programme - Khatam-e-Nabuwat part3
08.00 Around The Globe -Hamari Kaenat No.115 (R)
09.00 Liqaa Ma'al Arab No.193 Rec. 08/08/96 (R)
10.00 Urdu Class No.199 Rec. 17/08/96 (R)
11.00 Conversation
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Turkish
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme - F/S 04.07.97
15.00 Tarjumatul Quran Class
16.00 Liqaa Ma'al Arab No.194 Rec.13/08/96
17.00 French Programme
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
18.30 Urdu Class No.200 Rec. 18/08/96
19.30 German Service
20.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.68 part1
21.00 Al Maidah
21.15 Perahan - Lajna Imaillah
22.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
23.00 Learning Turkish
23.25 Arabic Programme

Thursday 19th March 1998 — 19 Zeqad

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.68 part1 (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab No.194 Rec.13/08/96 (R)
02.00 Programme from Canada
03.00 Urdu Class No.200 Rec.18/08/96 (R)
04.00 Learning Turkish
04.30 Arabic Programme (R)
05.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.68 part1(R)
07.00 Sindhi Programme
08.00 Al Maidah
08.15 Perahan
08.55 Liqaa Ma'al Arab No.194
09.55 Urdu Class No.200
11.00 Quiz - History of Ahmadiyyat No.32
11.30 Durr-i-Sameen - Correct Pronunciation of Nazms
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Dutch Lesson no.10 part1
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class No.110 With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab No.195
17.00 Bosnian Programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
18.30 Urdu Class No.201 Rec.06/09/96
19.30 German Service
20.30 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No.25
21.00 M.T.A Variety
22.00 Homoeopathy Class No.110 with Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.25 Learning Dutch - Lesson No.10

Translations for Huzur's Programmes are available on following Audio frequencies:
English: 7.02mhz;
Arabic: 7.20mhz;
Bengali: 7.38mhz;
French: 7.56mhz;
German: 7.74mhz;
Indonesian/Russian: 7.92mhz;
Turkish: 8.10mhz.

Prepared by: MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 Friday, March 13, 1998 No. 11

حاصل مطالعہ

(حنیف احمد محمود)

۱۹۷۴ء میں اس وقت سے جبکہ حکومت پاکستان نے قومی اسمبلی کی ایک قرارداد کے ذریعہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا اس ملک میں سرکاری مسلمانوں کا حال دن بدن بد سے بدتر ہوتا چلا جارہا ہے۔ دین ان کے نزدیک ایک کھلونا بن کر رہ گیا ہے۔ اسلامی اخلاق و اطوار کی دھجیاں بکھر چکی ہیں۔ اور ملّاں اور ان کے پیرو عوام الناس کے نزدیک مسلمان وہ ہے جو حکومت کی نظر میں مسلمان ہے خواہ اس میں حضرت محمدؐ رسول اللہ کے لائے ہوئے دین اسلام کا ایک شمّہ بھی دکھائی نہ دے۔ پھر جنرل ضیاء الحق کے دور میں اسلام کے نفاذ کی بڑی باتیں ہوئیں مگر رہا سہا اسلام بھی جاتا رہا۔ ۱۹۷۴ء میں بھٹو صاحب نے اور پھر ۱۹۸۴ء میں ضیاء الحق نے احمدیوں کے لئے اسلامی شعائر اپنانے پر سخت سزاؤں کا اعلان کر کے اسلام کی 'عظیم خدمت' انجام دی اور گویا بزعم خویش اسلام نافذ کر دیا۔ مگر آج سارے ملک کے مدبر، ارباب علم و دانش انہیں لعن طعن کرتے ہیں اور اس وقت کو کوستے ہیں جب ان حکمرانوں نے اسلام کے نام پر یہ گھناؤنے کھیل کھیلے، جس نے دین اسلام کا احترام ہی دلوں سے اٹھا دیا۔ چنانچہ یہ کہا جارہا ہے کہ 'پاکستان میں اسلام کا نفاذ ممکن ہی نہیں'۔ حال ہی میں ماہنامہ حکایت نومبر ۱۹۹۷ء میں جناب عنایت اللہ کا ایک مضمون بعنوان "عوام کو یرغمال بنالیا گیا ہے" شائع ہوا ہے۔ اس کے بعض حصے ہدیہ قارئین ہیں:

☆......☆......☆

علمائے دین کو اسلام کی بجائے اپنے اپنے فرقہ اور اپنے اپنے خودساختہ مسلک عزیز ہیں

"میرے عزیز پاکستانیو! مبارک ہو۔ اب پاکستان پکا اسلامی ملک بنا کہ بنا۔ جہاں پچاس سال انتظار کیا ہے وہاں چند دن اور انتظار کرلو۔ پچھلے دنوں آپ نے بھی اپنی سرکار کے یہ نادر شاہی حکم اخباروں میں پڑھے اور ٹی وی، ریڈیو پر سنے ہونگے کہ پاپ میوزک گلوکاروں اور ناچنے والوں کے سر منڈوادئے جائیں گے۔ اور ٹی وی سے پاپ میوزک اور ڈسکو ٹائپ طوفان بدتمیزی کو ممنوع قرار دیا جارہا ہے۔

پنجاب سرکار نے تمام تر صوبے کے زنانہ سکولوں میں ثقافتی شو یعنی ناچ گانا وغیرہ بالکل بند کر دئے ہیں۔ اس کے علاوہ استانیوں اور طالبات کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ دوپٹے کندھوں پر ڈالنے کی بجائے سر پر لیا کریں۔ یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ اسلامی تعلیمات اور احکام کی پابندی کریں۔

بس اتنی سی بات تھی جس کی طرف پہلے کسی بھی حکومت نے توجہ نہ دی۔ یہ کار خیر موجودہ حکومت نے کر ڈالا ہے۔ اب کون کافر کہہ سکتا ہے کہ پاکستان میں شریعت نافذ نہیں ہوئی۔ یہی تھوڑی سی کسر رہ گئی تھی جو ہماری سرکار نے پوری کر دی ہے۔ باقی سب کچھ جو اس ملک میں سرکاری اور غیر سرکاری طور پر ہو رہا ہے وہ سب اسلام کے عین مطابق ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ سکولوں کالجوں کی لڑکیاں اور وہ خواتین جو گھر کی دال روٹی پوری کرنے کے لئے اور اپنے جہیز بنانے کے لئے دفتروں میں جاب کر رہی ہیں اس پریشانی میں مبتلا ہو گئی ہیں کہ ہماری سرکار افغانستان کے طالبان کی طرح یہ حکم جاری کرنے والی ہے کہ عورت دفتر میں کام نہیں کر سکتی اور لڑکیاں سکولوں اور کالجوں میں نہیں جاسکتیں۔ یعنی عورت کے باہر نکلنے پر پابندی عائد کر دی جائے گی۔ عورتوں میں یہ کھسر پسر شروع ہو گئی ہے کہ ایسا حکم آگیا تو ایک تو ان عورتوں کی گھروں کی آمدنی کم ہو جائے گی اور دوسرے یہ کہ عورتیں گھروں میں فارغ بیٹھی کیا کریں گی۔ سیانے کہتے ہیں کہ فارغ ذہن شیطان کی ورکشاپ ہوتا ہے۔ عورتیں اپنے گھروں میں بیٹھی لگائی بجھائی، لڑائی بھڑائی اور گھریلو سیاست بازی ہی کریں گی۔

ہمارا خیال ہے عورتوں کو فارغ رہنے دیا جائے گا۔ ملّاں کے اسلام میں ایک آدمی چار بیویاں رکھ سکتا ہے۔ اس طرح مرد اگر چار نہیں تو دو دو تین تین بیویاں کر کے انہیں آپس میں لڑنے اور بچے پیدا کرنے میں مصروف کر دیں گے۔ **اگر اسلام دوپٹے اوڑھنے، لمبے بالوں والے نوجوانوں کے سروں پر استرے پھیرنے، سکولوں کالجوں میں ثقافتی شو بند کر دینے اور پاپ میوزک پر پابندی عائد کردینے تک ہی محدود ہے تو سمجھو اسلام آرہا ہے بلکہ ملک کی دہلیز پر پہنچ چکا ہے۔** لیکن ہم گزرے ہوئے پچاس سالوں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں ملک کے کئی وزیر اعظم اور متعدد پریذیڈنٹ یہی باتیں کہتے سنائی دیتے ہیں جو ہماری موجودہ سرکار ہمیں سنا رہی ہے۔ سرکار کی طرف سے ایسے بیان اس وقت داغے جاتے ہیں جب علماء دین کو اچانک یاد آجاتا ہے کہ یہ تو اسلامی ملک ہے اور اسلام کے نام پر حکومت سے محاذ آرائی کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ علماء اسلام کی تلوار نکال کر حکومت کو للکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت نافذ کرو ورنہ عوام کو سڑکوں پر لے آئیں گے۔

ہمارے حکمران اسلام کی تلوار کے آگے اسلام ہی کی ڈھال رکھ کر اس قسم کے بیان دے دیتے ہیں جو ہم نے اوپر لکھ دئے ہیں۔ علماء دین پر حکومت کا جوابی وار اس لئے کارگر ہوتا ہے کہ ریڈیو اور ٹی وی سرکار کے اپنے ہیں اور جہاں تک اخباروں کا تعلق ہے ان کا دین ایمان حکومت نے خرید رکھا ہے وہ اپنی سرکار کا ہی راگ الاپتے ہیں پھر وزیروں کی ایک فوج ہے جو وزیر اعظم اور وزراء اعلیٰ کے بیانات کی تائید میں بڑھ چڑھ کر بیان دیتے ہیں۔ اس طرح یہ ایک نقار خانہ بن جاتا ہے۔ جس میں اصل اور برحق اسلامی طوطی کی چیخ و پکار سنائی ہی نہیں دیتی۔

اسلام کے معاملے میں نہ علماء دین سنجیدہ ہیں نہ ہمارے سیاسی لیڈران کرام۔ اگر وہ رسول اکرم ﷺ کا اسلام دل و جان اور نیک نیتی سے نافذ کرنا چاہتے ہیں تو انہیں سب سے پہلے اس منافقت پر پابندی عائد کرنی ہوگی۔ جو دینی اور سیاسی لیڈروں کا شیوہ ہے اور جسے وہ سیاسی بازی گری کی بنیاد سمجھتے ہیں۔

اس سے بڑی منافقت کیا ہوگی کہ **علماء دین کو اسلام کی بجائے اپنے اپنے فرقے اور اپنے اپنے خودساختہ مسلک عزیز ہیں۔ وہ اسلام کے خلاف بات برداشت کر لیتے ہیں لیکن اپنے فرقوں کے خلاف کوئی بات کی تو مرنے مارنے پر اتر آتے ہیں۔** یہ جو مسجدوں میں نمازیوں پر گولیاں چلائی جارہی ہیں اور یہ جو ایک دوسرے کے علماء کو قتل کیا جارہا ہے یہ سب کیا ہے؟" (صفحہ ۱۰، ۱۱)

تاریخی نوعیت کی منافقت

"ہمارے اس ملک میں جو اسلام کے نام پر لاکھوں جانوں کی قربانی دے کر حاصل کیا گیا تھا، انتہائی منافقانہ ناٹک کھیلے گئے۔ تاریخی نوعیت کی منافقت تو جنرل ضیاء الحق مرحوم اپنے ساتھ لائے تھے۔ وہ اٹھتے بیٹھتے اسلام کی رٹ لگاتے رہے۔ نو(۹) دینی جماعتیں ان کے ساتھ ہو گئی تھیں۔ انہیں نو ستارے کہا گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے آٹھ دس دنوں تک شریعت کا نفاذ ہو جائے گا لیکن پورے گیارہ سالوں میں ایسا نہ ہو سکا۔ جو دینی جماعتیں ان کے ساتھ تھیں ان کے ساتھ جنرل ضیاء نے یہ مذاق کیا کہ اعلان کر دیا کہ وہ الیکشن کروا رہے ہیں۔ یوں کہیں کہ جنرل ضیاء نے ان جماعتوں کے درمیان کرسی رکھ دی۔ پھر کیا تھا، نو کے نو ستارے مختلف سمتوں کو ٹوٹ گئے اور محض اقتدار کی خاطر ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے۔ جنرل ضیاء ٹخنوں سے اوپر شلوار میں گیارہ سال بادشاہی کر گئے۔ مرحوم نے جو ریفرنڈم کرلیا تھا وہ تو منافقت کی انتہا تھی"۔

(صفحہ ۱۲)

پاکستان میں اسلام کا نفاذ ممکن ہی نہیں

"ہمارے ہاں باتیں اسلام کے نفاذ کی ہوتی ہیں مگر **ہمارے حکمرانوں کے اعمال و انداز اس حد تک غیر اسلامی ہیں کہ کفر کی حدود میں داخل ہو جاتے ہیں۔** اسلام کا یہ سبق نہیں بلکہ حکم ہے کہ مساوات قائم کرو۔ **کوئی بھی انسان دوسروں سے کسی بھی پہلو سے افضل اور برتر نہیں۔ سب برابر ہیں اور سب کے حقوق برابر ہیں۔**

خوش فہمیوں سے نکلیں۔ پاکستان میں اسلام کا نفاذ ممکن ہی نہیں۔ اگر ہمارے حکمران نیکی نیتی اور پورے خلوص سے اسلام کا نفاذ کرنا چاہیں گے تو بھی ممکن نہیں ہوگا۔" (صفحہ ۱۷، ۱۸)

اے کاش کہ لوگ سمجھیں کہ اسلام قوانین کے اجراء سے نہیں بلکہ اپنے دلوں میں پاک تبدیلی سے نافذ ہوگا۔ اس زمانے میں احیاء دین اور قیام شریعت مسیح موعود و مہدی معہود سے وابستہ کیا گیا ہے۔ اور یہ آپ ہی کی جماعت ہے جو دنیا بھر میں اس عظیم جہاد میں نہایت کامیابی سے مصروف ہے۔

☆......☆......☆

رمضان المبارک کی وجہ سے

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۸ء کی تاریخوں میں تبدیلی

جلسہ آخر دسمبر کی بجائے

۵، ۶، ۷ دسمبر ۱۹۹۸ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ

احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال ماہ رمضان المبارک کے پیش نظر جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۵، ۶، ۷ دسمبر ۱۹۹۸ء (فتح ۵، ۶، ۷ ۱۳۷۷ ہش) (بروز ہفتہ، اتوار اور سوموار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

احباب جماعت نوٹ فرمالیں۔ اور ابھی سے اس بابرکت سفر کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں اور دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مرکز احمدیت قادیان دارالامان کا یہ جلسہ غیر معمولی کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ آمین

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

سچا ایمان انسان کو عمل صالح پر مجبور کر دیتا ہے (حضرت المصلح موعودؓ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔